رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵ — ٹیلیفون نمبر ۹۱

اَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔ عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

خطبہ نمبر

الفضل

روزنامہ — قادیان

THE DAILY
ALFAZL QADIAN.

ایڈیٹر غلام نبی

تار کا پتہ "الفضل" قادیان

شرح چندہ پیشگی

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۵ | مورخہ ۶ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ | یوم جمعہ | مطابق ۱۹ فروری ۱۹۳۷ء | نمبر ۴۱

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

متعصبانہ اعتراضات کی زہر انسانی روح کو ہلاک کر دیتی ہے

"اگر تم سوچکر دیکھو۔ تو ظاہر ہوگا۔ کہ انسان کی زندگی ہر ایک پہلو سے تغیرات سے بھری ہوئی ہے اور جیسا کہ انسان جسمانی طور پر تختۂ مشق تغیرات ہے۔ ایسا ہی روحانی طور پر بھی اس کو تغیرات سے چارہ نہیں۔ ہم اپنے ملک میں دیکھتے ہیں۔ کہ اکتوبر مہینہ کے شروع ہوتے ہی ہمیں اپنے لباس میں کچھ کچھ تغیر کرنا پڑتا ہے۔ اور پھر دسمبر کے مہینہ میں ہم پورے طور پر اس ہلکے لباس کو چھوڑ دیتے ہیں۔ جو پہلے رکھتے تھے اور بجائے اس کے پشم وغیرہ کے موٹے موٹے کپڑے پہننے شروع کرتے ہیں۔ جو دفع سردی کے لئے کافی ہوں۔ اور پھر جب اپریل کا مہینہ آتا ہے۔ تو پھر ہم باریک کپڑے پہننے شروع کرتے ہیں۔ اور جون جولائی میں پنکھے اور ٹھنڈے پانیوں کی شدید حاجت ہوتی ہے۔ سو جاننا چاہیئے۔ کہ یہی تغیرات انسان کی روحانی زندگی میں بھی واقعہ ہیں۔ ایک متعصب اور جاہل آدمی تو اعتراض کے طور پر جلدی کے ساتھ مونہہ سے ایک بات نکال لیتا ہے گویا وہ اس کا مونہہ نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ ایسی بے اختیاری کی حالت ہوتی ہے جیسا کہ زحیر کے بیمار کو پیچش کے ساتھ بے اختیار دست آجاتا ہے۔ غرض تعصب نہایت گندی بلا ہے۔ اور پھر جب یہی تعصب نادانی اور جہالت کے ساتھ مرکب ہو جاتا ہے تو ایک ایسی زہریلی تاثیر اس میں پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ اکثر وہ ایسے انسان کو جو متعصب ہو۔ ہلاک بھی کر دیتی ہے" (چشمۂ معرفت صفحہ ۲۰)

مدینۃ المسیح

قادیان ۱۷۔ فروری۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق آج آٹھ شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضور کے دردِ نقرس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بتدریج تخفیف ہو رہی ہے۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو سر میں درد ہے اور چکر آتے ہیں۔ احباب حضرت ممدوحہ کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

آج بارہ بجے کی ٹرین سے ڈپٹی راج صاحب انسپکٹر زراعت گورداسپور آئے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے کافی دیر مذہبی گفتگو کرتے رہے۔ اور شام کی گاڑی سے واپس چلے گئے۔

ابو عبیدہ اللہ حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی بعارضہ فالج بدستور بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں۔

قربانی کی کھالوں اور عید فنڈ کا صحیح مصرف

عہدیداران جماعت سے نہائت ضروری گزارش

خدا تعالےٰ کے فضل سے آئندہ ہفتہ میں عید اضحیٰ ہوگی۔ اور ہر شخص اپنی اپنی حیثیت کے مطابق عید کی خوشی میں مشغول ہوگا۔ لیکن مومن کی عید اسی میں ہے۔ کہ اس سے خدا تعالےٰ راضی ہو جائے۔ اور ایسے اعمال بجا لائے جو تقرب الی اللہ کا موجب ہوں۔ اور یہ عید تو در اصل اس حقیقت کو تازہ کرنے کے لئے ہر سال آتی ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کی مثال کو پیش نظر رکھتے ہوئے جس کی بنا پر انہوں نے خدا تعالےٰ کا خاص قرب حاصل کیا تھا ہر مومن انکے نقش قدم پر چل کر خدا تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرے؀

خدا تعالےٰ کا یہ خاص فضل ہے کہ اس نے ہمیں اس زمانہ کے مامور کی شناخت کی توفیق دی۔ جس کو ابراہیم بھی کہا گیا ہے۔ دوسروں کے لئے حضرت ابراہیم کی قربانی بے شک پوشیدہ ہو سکتی ہے۔ لیکن ہمارے لئے اس ابراہیم کی قربانیوں کے نظارے نے مشاہدہ کا رنگ دے دیا ہوا ہے؀

ہم پر اس مامور کے ذریعہ اپنے روشن اور چمکتے ہوئے نشانوں سے خدا تعالےٰ نے اپنی ورا الورا ہستی کو ظاہر کیا۔ اب ہمارے لئے قربانی کا سمجھنا کوئی مشکل نہیں رہا۔ اور ہمارے لئے ہر کام اور میدان میں قربانی کا راستہ کھول دیا گیا ہے۔ جس پر گامزن ہو کر خدا تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کر سکتے ہیں بشرطیکہ خدا تعالیٰ کی رضا جوئی مقصود اور مطلوب ہو۔

اس وقت ہم سے سب سے بڑھ کر اہم اور ضروری مالی قربانی کا مطالبہ ہے جس کے ذریعہ اب جماعت جہاد میں مصروف ہے۔ فرضی چندوں کی باقاعدہ ادائیگی کے علاوہ اگر ہم دیگر عارضی ذرائع آمد کو بھی نظر انداز نہ ہونے دیں۔ تو اس ذریعہ سے بھی بہت کچھ مالی خدمت کی جا سکتی ہے۔

قربانی کی کھالیں

مثلاً اس وقت عید الضحیٰ کا موقعہ درپیش ہے۔ ان دنوں میں بہت سے احباب جماعت قربانی دیں گے۔ اگر قربانی کی کھالوں کی قیمت انتظام کے ماتحت بھجوائی جائے۔ تو ایک کافی رقم مہیا ہو سکتی ہے۔ اس چندہ کے لئے مرکز میں مد کھلی ہوئی ہے۔

عید فنڈ

اسی طرح عید فنڈ بھی مرکزی فنڈ ہے اس میں خاطر خواہ طور پر رقم فراہم کرنے کی کوشش نہیں کی جاتی۔ اس میں اگر ہر ایک شخص سے اس کی حیثیت کے مطابق رقم خاص اہتمام کے ساتھ وصول کی جائے۔ تو اس ذریعہ سے بھی ایک معقول رقم وصول ہو کر سلسلہ کی مالی تقویت کا باعث ہو سکتی ہے۔

قربانی کی کھالوں اور عید فنڈ کا صحیح مصرف

بعض لوگ یا جماعتیں قربانی کی کھالوں یا عید فنڈ کی رقم لوکل ضروریات پر خرچ کر لیتی ہیں۔ حالانکہ ان کا صحیح مصرف لوکل ضروریات نہیں۔ بلکہ یہ مرکزی فنڈ کی مدیں ہیں۔ جو سلسلہ کی اہم ضروریات پر خرچ ہوتی ہیں۔ اس لئے قربانی کی کھالوں اور عید فنڈ کا ہر ایک قسم کا روپیہ مرکز میں آنا چاہیئے؀

عید فنڈ کے متعلق حضرت امیر المومنین کا تازہ فیصلہ

ایک جماعت غلطی سے عید فنڈ کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اجازت خیال کرتے ہوئے مقامی ضروریات پر خرچ کرتی رہی ہے۔ یہ معاملہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے حضور پیش کیا گیا۔ تو حضور نے اپنے قلم مبارک سے تحریر فرمایا۔ کہ

"عید فنڈ ایک مرکزی فنڈ ہے۔ اس کے متعلق میں سمجھتا ہوں۔ کہ جماعت ..... کو (مقامی ضروریات پر خرچ کرنے کے متعلق) غلط فہمی ہوئی ہے"

پس حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے اس فیصلہ کی روشنی میں احباب اور عہدہ داران جماعت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ عید فنڈ مرکزی فنڈ ہے اس کو مقامی ضروریات پر خرچ کرنا نہیں چاہیئے بلکہ تمام کا تمام مرکز میں بھجوا دینا چاہیئے؀

اسی طرح قربانی کی کھالوں کے لئے بھی مرکز میں مد کھلی ہوئی ہے۔ اس کا روپیہ بھی تمام کا تمام مرکز میں بھیجا جائے۔ بالآخر میں احباب اور عہدہ داران جماعت سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ قربانی کی کھالوں اور عید فنڈ کا روپیہ نہائت مستعدی کے ساتھ فراہم کر کے مرکز میں بھجوا کر عنداللہ ماجور ہوں؀

ناظر بیت المال قادیان

ضروری اعلان

سٹار ہوزری کے ایسے حصہ دار جنہوں نے تا حال اپنے حصص پر سات روپے آٹھ آنے فی حصہ کے حساب سے رقوم ادا نہیں فرمائیں۔ ان کے نام دفتر سے انفرادی طور پر یاد دہانیاں جاری کی جا رہی ہیں۔ چونکہ بنیانوں وغیرہ کے لئے نئی مشینری اسی ماہ میں یہاں پہونچ رہی ہے۔ اور روپیہ کی فوری ضرورت ہے۔ اس لئے مہربانی فرما کر اپنے ذمہ کی رقوم بہت جلد ارسال فرما کر ممنون فرمائیں؀

(جنرل مینجر)

"خطبہ نمبر" کے خریداروں کو اطلاع

مندرجہ ذیل خریداران خطبہ نمبر کی قیمت ختم ہے۔ اگر ان کی طرف سے قیمتیں اس ہفتہ کے اندر اندر نہ آئیں۔ تو اگلا خطبہ نمبر ان کے نام وی پی ہوگا۔ جس کے وصول نہ ہونے کی صورت میں پرچہ بند کر دیا جائے گا۔ (مینیجر)

۸۔ سید عبد القیوم صاحب
۳۱۔ محمد اسمٰعیل صاحب
۴۷۔ مشتاق احمد صاحب و محمد صدیق صاحب
۶۱۔ چودہری عنائت اللہ صاحب
۶۵۔ مولوی عبد الخالق صاحب
۶۶۔ کیپٹن جی احمد صاحب
۶۷۔ خان محمد صاحب
۷۱۔ محمد اسمٰعیل صاحب
۷۲۔ اہلیہ منشی محمد شریف صاحب
۷۳۔ چودہری بدر الدین صاحب
۸۰۔ سری کرشنا صاحب
۸۱۔ مولوی محمد شریف صاحب
۸۳۔ محمد ہارون رشید صاحب
۸۵۔ غلام حسن خان صاحب
۸۶۔ عبد الواحد صاحب

۹۰۔ مولوی عطا محمد صاحب
۹۷۔ مسلم لائبریری
۹۹۔ بابو خیر الدین احمد صاحب
۱۰۲۔ مسٹر منظور احمد صاحب
۱۰۴۔ میر محمد یار صاحب
۱۰۷۔ مرزا بہادر خان صاحب
۱۱۱۔ چودہری محمد عثمان صاحب
۱۱۴۔ مستری علم دین صاحب
۱۱۵۔ غلام قادر صاحب
۱۱۶۔ ہیڈ ماسٹر صاحب جام پور
۱۱۷۔ چودہری یار ریحان صاحب
۱۲۳۔ محمد علی صاحب
۱۴۴۔ سید فتح علی شاہ صاحب
۱۵۳۔ شہزادہ محمد عثمان صاحب
۱۵۴۔ محمد صاحب بی۔ اے
۱۵۹۔ عبد المجید صاحب

۱۶۲۔ بابو غلام حسن صاحب
۱۷۴۔ غلام محمد صاحب
۱۷۸۔ ملک نور الفضل صاحب
و بابو سردار احمد صاحب
۱۸۷۔ سید محمد یوسف شاہ صاحب
۱۹۴۔ محمد علی صاحب انور
۲۰۲۔ حاجی علی اکبر صاحب
۲۰۵۔ سید علی صاحب
۲۱۲۔ ابو الہاشم خان صاحب
۲۱۵۔ باباسی محمد صاحب
۲۶۰۔ سید عبد الشکور صاحب کلکتہ
۲۶۲۔ نذیر احمد صاحب
۲۶۵۔ ایم احتجاج علی صاحب
۲۷۳۔ منظور احمد صاحب
۲۷۸۔ چودہری غلام محمد صاحب
حیات محمد صاحب ......

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان مورخہ ۶ ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ

خطبہ جمعہ

تحریک جدید اور جماعت احمدیہ

تحریک جدید پر مولوی محمد علی صاحب کے اعتراضات کے جواب

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ

فرمودہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۷ء

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔
سب سے پہلے تو مَیں دوستوں کو اس امر کی نصیحت کرنی چاہتا ہوں۔ کہ جب ایسے کام پیش ہوں۔ جن کے لئے

جماعتی مدد کی ضرورت

ہو۔ تو اس وقت دوستوں کو اپنے ذاتی کام۔ اور ذاتی اغراض بالکل بُھلا دینی چاہئیں۔ اس وقت بھی ہمارے سامنے بعض ایسے کام ہیں۔ جن کے لئے سینکڑوں آدمیوں کی ضرورت ہے۔ اور آئندہ دو ہفتے نہایت ہی مشغول ہفتے نظر آتے ہیں نظارتِ اعلیٰ کی طرف سے بورڈوں پر اعلان ہو رہا ہے۔ لیکن اس اعلان کے علاوہ جو سائیکلسٹوں کے متعلق ہے۔ ایسے افراد کی بھی ضرورت ہوگی۔ جو سائیکل چلانا نہیں جانتے۔ اور پیدل یا کسی اور سواری پر دوسری جگہ جا سکتے۔ اور کام کر سکتے ہیں ان کاموں کے لئے ایسے لوگوں کی

فہرست مہیا کرنے کے لئے

جو اس خدمت کے لئے اپنے آپ کو خوشی سے پیش کریں۔ میں ہدایت کرتا ہوں۔ کہ تمام مساجد میں ایسے لوگوں کی لِسٹیں تیار کر کے ناظر صاحب اعلےٰ کے پاس بھجوا دی جائیں۔ پھر جس جس عرصہ اور جس جس مقام کے لئے نظارت اُنہیں کام پر لگانا چاہے۔ اس کی ہدایت کے مطابق اور اُن ذرائع کے ماتحت جو اُن کے لئے تجویز کئے جائیں۔ وُہ چلے جائیں۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ وُہ لوگ جو ہمیشہ اپنے آپ کو یہ کہکر پیش کیا کرتے ہیں۔ کہ ہماری جانیں اور ہمارے مال آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ وُہ اس موقعہ کو جو خدا تعالےٰ نے انہیں دیا ہے۔ رائگاں نہیں جانے دیں گے۔

اس کے بعد میں دوستوں کو

تحریک جدید

کی طرف پھر توجہ دلاتا ہوں۔ قادیان میں اس دفعہ بوجہ اس کے کہ تحریک کچھ پیچھے ہُوئی۔ اور بوجہ اس کے کہ جلسے کا زور عین تحریک جدید کے زور کے زمانہ میں آیا۔ مردوں میں پُورے طور پر اس تحریک کو مکمل نہیں کیا گیا۔ اور عورتوں میں بھی اس وجہ سے کہ میری وُہ بیوی جو لجنہ کی سکرٹری ہیں۔ بیمار رہیں۔ اور کام نہیں کر سکیں۔ گزشتہ سالوں کے مقابلہ میں بہت کم کام ہُوا ہے[1] اس لئے میں پھر دوستوں کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ

قادیان کی جماعت

بیرونی جماعتوں کے لئے ایک نمونہ اور اسوہ ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ قادیان کی جماعت مالی تنگی کی وجہ سے اور تنخواہوں کے بروقت نہ ملنے کی وجہ سے دُوسروں سے زیادہ تکلیف اور ابتلاء میں ہے۔ مگر وُہ لوگ جو

سلسلہ احمدیہ کے قیام کی اہمیت

کو سمجھتے۔ اور قادیان کے وجود کی برکات جانتے ہیں۔ وُہ سمجھ سکتے ہیں۔ کہ دینی خدمات کے لحاظ سے سب سے زیادہ ذمہ داری قادیان کے لوگوں پر ہی عائد ہوتی ہے۔ خانۂ کعبہ کی حفاظت اور تطہیر ہر ایک مسلمان کے ذمہ ہے۔ مگر قرآن کریم میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس نسل کو خاص طور پر مخاطب کیا گیا ہے۔ جو مکہ میں رہنے والی تھی۔ اور اسے کہا گیا۔ کہ تمہارے لئے

خانۂ کعبہ کی تطہیر

فرض مقرر کی جاتی ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ ان طھرا بیتی للطائفین والعاکفین۔ گو طائف یعنی جو مکہ میں طواف کرنے والے تھے۔ ان کے لئے بھی خانۂ کعبہ کی تطہیر ضروری تھی۔ مگر خدا تعالےٰ نے خصُوصیت سے ان لوگوں کو مخاطب فرمایا۔ جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں سے مکہ میں رہتے تھے۔ کیونکہ اس وقت وہی نسل تھی۔ دوسرے لوگ مکہ میں نہیں تھے۔ اسی طرح

[1] یہ خطبہ دیر سے چھپ رہا ہے۔ اس عرصہ میں لجنہ نے نہایت جانفشانی سے کام کر کے گزشتہ سال سے ڈیوڑھے کے قریب وعدے لکھوائے ہیں۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء مردوں کے متعلق اعداد کا علم نہیں۔ اس لئے نہیں کہہ سکتا۔ کہ ان کے وعدوں کا کیا حال ہے۔

جو لوگ قادیان میں رہتے ہیں

یا کسی اور ایسی جگہ رہتے ہیں جسکو خدا تعالیٰ نے مقدس قرار دیا۔ یا جہاد کے لوگوں نے دوسروں سے زیادہ قربانی اٹھائی ہوئی ہوتی ہے۔ وہاں کے رہنے والوں پر دوسروں سے زیادہ ذمہ واریاں ہوتی ہیں۔ اور ان کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ خواہ وہ بوجھ سے دوسروں سے زیادہ دبے ہوئے ہوں۔ پھر بھی وہ زیادہ قربانیاں کریں اور زیادہ ایثار کے نمونے دکھائیں پس میں تمام مساجد کے ائمہ، پریذیڈنٹوں اور سکرٹریوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جلد سے جلد چندہ تحریک جدید کے متعلق اپنے حلقوں کی فہرستیں مکمل کرکے دفتر میں بھجوا دیں۔ مگر اس کے لئے کسی پر جبر نہ کیا جائے۔ بلکہ انہی لوگوں کا نام لکھا جائے۔ جو خوشی سے اپنے نام پیش کریں۔ میں بار بار کہہ چکا ہوں۔ کہ اس تحریک میں دوسرے پر جبر کرنا جائز نہیں۔ اور نہ یہ جائز ہے۔ کہ کسی کے ذمہ کوئی رقم مقرر کر دی جائے۔ اور کہہ دیا جائے۔ کہ اتنے روپوں کی ادائیگی اس پر فرض ہے پس وہ بغیر لوگوں کو مجبور کرنے کے اپنے اپنے حلقوں کی فہرستیں مکمل کرکے جلد سے جلد بھجوا دیں۔ بعض محلوں نے غالباً فہرستیں مکمل کر لی ہوں گی مگر بعض محلے ابھی ایسے باقی ہیں جنہوں نے فہرستیں مکمل کرکے نہیں بھجوائیں اسی طرح میں

لجنہ اماء اللہ

کو بھی تحریک کرتا ہوں۔ کہ جو کمیٹیاں صرف ایک آدمی پر مبنی ہوں۔ اور وہ آدمی جب بیمار ہو۔ تو کام رک جائے وہ کمیٹیاں دنیا میں کبھی کامیاب نہیں ہوا کرتیں۔ کامیاب ہونے والی وہی کمیٹیاں ہوتی ہیں جن کا انحصار آدمیوں پر نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک آدمی اگر مر جائے یا کام سے علیحدہ ہو جائے۔ تو فوراً دوسرا آدمی اس کی جگہ لینے کے لئے تیار ہو جائے۔ اور اگر دوسرا آدمی بھی مر جائے یا کام سے علیحدہ ہو جائے۔ تو اس کی جگہ لینے کے لئے ایک تیسرا آدمی تیار ہو۔ غرض زندہ قومیں اور محنت سے کام کرنے والے لوگ کسی ایک انسان سے اپنے آپ کو وابستہ نہیں رکھتے۔

صحابہؓ کو دیکھو

جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فوت ہوئے تو بعض صحابہؓ کو خیال آیا۔ کہ اسلام کی اشاعت کا کام اب کس طرح چلے گا۔ اور بعض تو یہاں تک کہنے لگے۔ کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فوت ہو گئے ہوں۔ وہ زندہ ہیں اور نہیں فوت ہو سکتے۔ جب تک اسلام کامل طور پر دنیا میں نہ پھیل جائے۔ اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے صحابہ کو مخاطب کرکے یہی کہا۔ کہ اے مسلمانو! اسلام کا کام خدا تعالےٰ سے تعلق رکھتا ہے من کان منکم یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت۔ یاد رکھو جو اللہ تعالےٰ سے اپنا تعلق مضبوط رکھتا ہے اسے یہ سن کر خوش ہو جانا چاہیئے۔ کہ ہمارا خدا زندہ خدا ہے۔ محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گو فوت ہو گئے ہیں۔ لیکن

ہمارا خدا زندہ ہے

اور وہ کبھی فوت نہیں ہو سکتا۔ ومن کان منکم یعبد محمداً فان محمداً قد مات۔ لیکن جو اسلام سے اس لئے تعلق رکھتا تھا۔ کہ گویا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہی تمام زندگی ہے۔ آپ فوت ہوئے تو یہ زندگی بھی جاتی رہے گی۔ اسے سن لینا چاہیئے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فوت ہو گئے۔ اور اس کا اسلام بھی ختم ہو گیا۔ تو انسانوں کے ساتھ کام کو وابستہ رکھنا

بے وقوفی اور حماقت

کی بات ہوتی ہے۔ آدمی پیدا ہوتے اور مرتے ہی رہتے ہیں۔ مگر خدا تعالےٰ کے کام برابر چلتے چلے جاتے ہیں۔ اور دراصل ہر زمانہ میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جن کی نسبت لوگ کہتے ہیں کہ یہ بہت بڑے سیاستدان ہیں۔ ہر زمانہ میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جن کی نسبت لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ بہت بڑے جرنیل ہیں۔ ہر زمانہ میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں۔ جن کی نسبت لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ بہت بڑے ڈاکٹر یا حکیم ہیں یہ مسیح الزمان ہو گئے ہیں۔ مگر پھر وہ سیاستدان بھی مرتے چلے جاتے ہیں۔ وہ جرنیل بھی مرتے چلے جاتے ہیں۔ وہ ڈاکٹر اور حکیم بھی جو مسیح الزمان کہلاتے ہیں مرتے چلے جاتے ہیں۔ مگر سیاستوں کے الجھے ہوئے مسائل پھر بھی حل ہوتے رہتے ہیں۔ فتوحات پھر بھی ہوتی رہتی ہیں۔ بیمار پھر بھی اچھے ہوتے رہتے ہیں۔ یہ کبھی نہیں ہوا۔ کہ کسی بڑے سیاست دان کے مر جانے کے بعد سیاست کی پیچیدہ گتھیاں سلجھنے سے رہ جائیں۔ یا کسی بڑے جرنیل کے مر جانے کے بعد لڑائیوں میں ہمیشہ شکست ہوتی چلی جائے۔ یا کسی مسیح الزمان کے مر جانے کے بعد بیمار اچھے نہ ہوتے ہوں۔ بلکہ ہمیشہ ایسا ہوتا ہے۔ کہ ایک مسیح الزمان مرتا ہے تو دوسرا مسیح الزمان پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک بادشاہ مرتا ہے تو دوسرا بادشاہ پیدا ہو جاتا ہے۔ ایک سیاستدان مرتا ہے تو دوسرا سیاستدان پیدا ہو جاتا ہے۔ صرف قوم میں بیداری اور اپنے فرض کو پورا کرنے کا احساس ہونا چاہیئے۔ پس انسانوں پر اپنے کاموں کا انحصار نہیں رکھنا چاہیئے۔ میں دیکھتا ہوں اسی نکتہ کو نہ سمجھنے کی وجہ سے

باہر کی جماعتوں کو بھی غلطی لگ رہی ہے

چنانچہ بعض جماعتوں کے پریذیڈنٹ یا سکرٹری جو سست ہوتے ہیں۔ یا خود ان کی مالی حالت ایسی اچھی نہیں ہوتی کہ اس تحریک میں حصہ لے سکیں۔ وہ خاموش بیٹھے رہتے ہیں۔ اور ان کے خاموش بیٹھے رہنے کی وجہ سے ساری جماعت خاموش رہتی ہے۔ اور نیک تحریکات میں حصہ لینے سے محروم رہتی ہے لیکن جہاں کے پریذیڈنٹ اور سکرٹری چست ہوں۔ وہاں کی جماعت کے افراد کی لسٹیں فوراً مکمل ہو کر پہونچ جاتی ہیں۔ چنانچہ اسی چندہ تحریک جدید کے متعلق گذشتہ دنوں میں نے بعض جماعتوں کو نصیحت کی تھی۔ کہ وہ جلد بازی میں نامکمل فہرستیں نہ بھیجیں۔ ان جماعتوں سے میری مراد وہی جماعتیں تھیں جو ہوشیاری اور تیزی میں ایک دوسری سے بڑھنا چاہتی تھیں۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ ان جماعتوں کے چندہ میں ۲۵ فیصدی کی زیادتی ہوئی ہے۔ لیکن اب وہ جماعتیں رہ گئی ہیں۔ جن کے

پریذیڈنٹ اور سکرٹری

سست ہیں۔ دفتر والے کہتے ہیں۔ کہ ہم نے انہیں تحریکیں بھیجدیں۔ مگر وہاں سے کوئی جواب نہیں آیا۔ میں نے گذشتہ سال بھی بتایا تھا۔ کہ جس جگہ کی جماعت کے پریذیڈنٹ یا سکرٹری سست ہوں وہ مرکز سے جو تحریکات جائیں۔ یا تو انہیں پڑھتے ہی نہیں۔ اور اگر پڑھیں تو چھپا دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں۔ اگر جماعت کے دوسرے افراد کو بھی ان تحریکات کا علم ہو گیا۔ تو ہمارے حصہ نہ لینے کی وجہ سے ہمیں شرمندگی ہوگی۔ حالانکہ تحریک جدید کوئی

جبری تحریک نہیں

کہ اس میں شرمندگی کا سوال ہو۔ مگر پھر بھی بعض طبائع ایسی ہوتی ہیں۔ جو اپنی کمزوری کو چھپا کر جماعت کو بدنام کرنا چاہتی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی بعض دفعہ میں نے خود دیکھا۔ کہ پیکٹ کے پیکٹ قادیان سے باہر کی بعض جماعتوں کو بھیجے جاتے۔ اور وہاں بند کے بند ہی پڑے رہتے ایسی جماعتوں کے پریذیڈنٹ اور سکرٹری کو گو پہلی دفعہ مخاطب کر لینا چاہیئے مگر جب معلوم ہو جائے۔ کہ وہ اپنے کام میں سست ہیں۔ تو پھر پریذیڈنٹ اور سکرٹری کو چھوڑتے ہوئے جماعت کے جو دوسرے افراد ہوں۔ ان کو مخاطب کیا جائے۔ چنانچہ اب بھی بعض مقامات سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ ان میں یہی لکھا ہے۔ کہ ہمارے پریذیڈنٹوں

اور سکرٹریوں نے ہمیں کوئی تحریک نہیں کی۔ ہمیں دوسرے ذرائع سے تحریک کا علم ہوا۔ اور اب ہم اس تحریک میں جو حصہ لے رہے ہیں۔ یہ منفردانہ حصہ ہے۔ گویا اُن پریذیڈنٹوں اور سکرٹریوں کی مثال بالکل ایسی ہی ہے۔ جیسے کسی مکان کی بدررو بند ہو جائے۔ جب کسی مکان کی بدررو بند ہو جائے گی۔ تو پھر اس کے اندر جتنا پانی آئے گا۔ اندر ہی رہے گا۔ اور آہستہ آہستہ دیوار کو گرا دے گا۔

غرض پریذیڈنٹ اور سکرٹری جو درمیانی واسطہ ہیں۔ جب اُن پر غفلت اور سستی چھائی ہوئی ہوتی ہے۔ تو جماعت کے دوسرے افراد پر بھی سستی۔ اور غفلت چھا جاتی ہے۔ اور نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ بسا اوقات جو چست لوگ ہوتے ہیں اُن کے دلوں پر بھی زنگ لگنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے ایک طرف تو میں عہدیداروں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جن پریذیڈنٹوں۔ یا سکرٹریوں نے انہیں جواب نہیں دیا۔ اب دوبارہ وہ انہیں مخاطب نہ کریں۔ بلکہ جماعت کے دوسرے افراد کو مخاطب کریں۔ اور لکھیں۔ کہ آپ کی جماعت کے پریذیڈنٹ اور سکرٹری چونکہ خاموش ہیں۔ اور انہوں نے اس تحریک کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس لئے ہم آپ کو مخاطب کرتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی اس امر کی تصریح کر دیں۔ کہ اس چندہ کے لئے ہرگز کسی کو مجبور نہ کیا جائے۔ ہاں تمہارا یہ فرض ہے۔ کہ

ہر مرد اور عورت تک یہ تحریک پہنچاؤ

اس تحریک کے اغراض اور مقاصد انہیں بتاؤ۔ اس کی اہمیت اور ضرورت ان کے ذہن نشین کرو۔ اور پھر تمام حالات بتانے کے بعد اُن سے پوچھو۔ کہ آیا وہ اس میں حصہ لے سکتے ہیں۔ یا نہیں اگر کوئی شخص حصہ نہیں لے سکتا۔ یا نہیں لیتا۔ تو اس پر اصرار نہ کرو۔ کہ تم اس میں ضرور حصہ لو۔ اور جو لوگ

خوشی سے اپنا نام لکھائیں

ان کے ناموں کی فہرست جلد سے جلد مکمل کر کے دفتر کو بھجوا دی جائے۔ اس کے ساتھ ہی میں جماعتوں کے افراد کو بھی نصیحت کرتا ہوں۔ کہ جہاں کے پریذیڈنٹ۔ یا سکرٹری سُست ہوں وہاں کی جماعت کے دوسرے افراد کو چاہیئے۔ کہ وہ اس کام کو اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ خدا تعالےٰ کے کام پریذیڈنٹوں اور سکرٹریوں سے وابستہ نہیں ہوتے اور نہ

قیامت کے روز

اللہ تعالےٰ کسی جماعت سے یہ پوچھیگا۔ کہ تمہارا پریذیڈنٹ یا سکرٹری کیسا تھا بلکہ وہ افراد سے پوچھے گا۔ کہ تم کیسے تھے۔ اگر کسی جگہ کا پریذیڈنٹ یا سکرٹری سُست ہوگا۔ اور ان کی سستی کی وجہ سے جماعت کے لوگ تحریک میں حصہ لینے سے محروم رہیں گے۔ تو اللہ تعالےٰ انہیں معاف نہیں کرے گا۔ بلکہ کہے گا۔ تم میں سے ہر شخص پریذیڈنٹ اور سکرٹری تھا اور تمہارا فرض تھا۔ کہ جب کوئی پریذیڈنٹ یا سکرٹری سستی میں مبتلا تھا۔ تو تم خود اس کی جگہ کام کرتے۔

پس جہاں جہاں

میرا یہ خطبہ پہنچے

اور جہاں جہاں جماعتوں کے پریذیڈنٹوں یا سکرٹریوں نے تحریک جدید کو ہر مرد اور ہر عورت تک نہ پہنچایا ہو۔ وہاں کی جماعت کے جس بندے کو بھی خدا تعالےٰ توفیق دے۔ وہی کام شروع کر دے۔ خدا تعالےٰ کے حضور وہی پریذیڈنٹ اور وہی سکرٹری شمار کیا جائے گا۔

پھر

جن جماعتوں پر سستی چھائی ہوئی ہے۔

وہاں کی قریب جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ ان کی سستی کو دُور کرنے کی کوشش کریں اور انہیں اس تحریک میں حصہ لینے پر آمادہ کریں۔ مثلاً اگر لاہور والے دیکھیں۔ کہ قصور امرتسر۔ شیخوپورہ۔ یا فیروزپور کی جماعت چندوں کی ادائیگی میں سستی دکھاتی ہے۔ اور وہ اپنا کام کر کے وہاں جائیں۔ تو وہ دُوہرے۔ بلکہ تہرے

ثواب کے مستحق

ہوں گے۔ یا شیخوپورہ۔ قصور۔ امرتسر اور فیروزپور کی جماعتوں کو معلوم ہو کہ لاہور۔ امرتسر اور گوجرانوالہ کی جماعتیں سست ہیں۔ اور وہ اپنی جماعت کے آدمی بھیجکر اُن کو چست کریں۔ تو یقیناً وہ دوہرے۔ بلکہ تہرے ثواب کے مستحق ہوں گے۔

میرا اس سے یہ مطلب نہیں۔ کہ یہ جماعتیں سُستی کرتی ہیں۔ میں نے صرف مثال کے طور پر چند [illegible] لئے ہیں پس ہر جماعت کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنی جماعت سے قریب تر جماعت کو اگر سستی اور غفلت میں مبتلا پائے۔ تو اس کی

سُستی اور غفلت

کو دُور کرنے کی کوشش کرے۔

میں نے بارہا بتایا ہے۔ کہ کوئی گھر اپنے ہمسایہ گھر کو آگ لگنے کے بعد محفوظ نہیں ہوتا۔ پھر جب رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرما دیا ہے۔ کہ

تمام مومن آپس میں ایسے ہی ہیں جیسے ایک جسم کے مختلف اعضا

تو کیسے ممکن ہے۔ کہ ایک عضو میں بیماری ہو۔ اور باقی جسم اس بیماری کی وجہ سے تکلیف نہ اٹھائے اگر زید۔ بکر۔ عمرو۔ اور خالد۔ ہاتھ۔ کان۔ ناک۔ اور پاؤں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ تو اسی طرح گوجرانوالہ۔ شیخوپورہ قصور۔ دہلی۔ اور راولپنڈی کی جماعتیں بھی ہاتھ۔ پاؤں۔ ناک۔ کان۔ اور انگلیوں کی حیثیت رکھیں گی۔

پس یہ کیونکر ممکن ہو سکتا ہے۔ کہ جسم کا پاؤں۔ یا ہاتھ۔ یا کوئی اور عضو بیمار ہو۔ اور سارا جسم اذیت نہ اٹھائے۔ یقیناً جو بیماری ایک جگہ ہے۔ وہ اپنا

اثر دوسرے اعضا پر

بھی ڈالے گی۔ اسی لئے مومن کو صرف اس بات پر تسلی نہیں ہوتی۔ کہ فلاں کام میں نے کر لیا۔ بلکہ وہ یہ بھی دیکھا کرتا ہے۔ کہ آیا میرے دوسرے بھائی نے بھی وہ کام کیا ہے۔ یا نہیں۔ اور وہ تسلّی سے نہیں بیٹھتا جب تک سارے لوگ وہی کام نہ کر لیں۔ اسی طرح

کسی ایک جماعت کو

اس بات پر مطمئن نہیں ہو جانا چاہیئے۔ کہ اس نے تحریک جدید میں حصّہ لے لیا۔ بلکہ اُسے اس وقت تک اطمینان کا سانس نہیں لینا چاہیئے۔ جب تک ساری جماعتیں اس میں حصّہ نہ لے لیں۔

پس میں

تمام دوستوں کو

اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کہ وہ جلد سے جلد وقتِ مقررہ کے اندر اپنی لسٹیں تیار کر کے بھجوا دیں۔ اور اگر انہوں نے اپنی لسٹیں مکمل کر لی ہیں۔ تو انہیں چاہیئے۔ کہ وہ اپنی ہمسایہ جماعتوں کی لسٹوں کو مکمل کریں۔ اسی طرح جس شخص نے خود تو چندہ لکھوا دیا ہے مگر اس کے علم میں یہ بات ہو۔ کہ جماعت میں بعض ایسے لوگ ابھی موجود ہیں جو اس

تحریک میں حصّہ

لے سکتے ہیں۔ مگر انہوں نے حصہ نہیں لیا۔ خواہ اپنی غفلت کی وجہ سے۔ یا پریذیڈنٹ اور سکرٹری کی سستی کی وجہ سے۔ تو وہ اخبار ”الفضل“ کے وہ پرچے جن میں تحریک جدید کے متعلق خطبات چھپے ہیں۔ لے لے۔ اور خود ایسے دوستوں کے گھروں پر جا کر انہیں سنائے۔

تاکہ اگر کسی نے اپنی بیماری کی وجہ سے نہ کہ معذوری کی وجہ سے چندہ تحریکِ جدید میں حصہ نہیں لیا۔ تو وہ اب حصہ لے۔ تا اس کی بیماری میں کمی آجائے اور اس کا بدن تندرست ہو جائے کیونکہ جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اور سب ایمانی جسم کا ایک حصہ ہیں۔

اس کے بعد میں تحریکِ جدید کے

ایک اور پہلو کے متعلق

جس پر مولوی محمد علی صاحب نے گذشتہ ایام میں بعض اعتراضات کئے ہیں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ وہ پہلو تحریکِ جدید کے کارخانہ جات کا ہے۔ جو بیکاروں اور یتیموں کو کام پر لگانے کے متعلق جاری کئے گئے ہیں۔ ان کارخانوں کے اجرا اور یتیموں اور غریبوں کو کام پر لگانے سے

مولوی محمد علی صاحب کی رگِ حمیت

اتنے جوش میں آئی ہے۔ کہ ان کو یتیموں اور غریبوں کو کام سکھانا بے دینی نظر آنے لگ گئی ہے۔ اور وہ کہتے ہیں اب قادیان میں دین کونسا باقی رہ گیا ہے۔ ان کے نزدیک جب ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ ہم یتیموں اور بیکاروں کو کام سکھائیں گے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ عام دنیا داروں کی طرح لوہار۔ ترکھان اور موچی بن جائیں گے اس لئے وہ کہتے ہیں۔ جب لوگ

لوہار۔ ترکھان اور موچی

بن جائیں گے۔ تو دین کی اشاعت کون کرے گا۔ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھانے اور لوگوں کو حلقہ بگوشِ اسلام بنانے والا کون رہیگا میں سمجھتا ہوں۔ اول تو

یہ اعتراض اس لحاظ سے غلط

ہے۔ کہ ان کے نزدیک ہم اپنی تبلیغ اور جدوجہد سے لوگوں کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دور کر رہے۔ اور اصل اسلام سے لوگوں کو منحرف کر رہے ہیں۔ پس اگر وہ لوگ جو محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دین سے لوگوں کو پھیرنے والے ہوں۔ دنیوی کاموں میں مشغول ہو جائیں۔ تو اس میں انہی کا فائدہ ہے۔ اور اس پر انہیں تکلیف محسوس ہونے کی بجائے خوشی منانی چاہیئے تھی۔ کیونکہ اگر یہ صحیح ہے۔ کہ ہماری تبلیغی کوششیں دینِ اسلام پر حملہ ہیں۔ ختمِ نبوت کی تشریح جو ہماری طرف سے پیش کی جاتی ہے۔ اس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہتک ہے اور ہمارا لوگوں کو اپنے اندر شامل کرنا انہیں اصل اسلام سے منحرف کرنا ہے تو پھر تو انہیں خوش ہونا چاہیئے۔ کہ اب

اسلام کی ترقی

کا ان کے لئے راستہ کھل گیا۔ اور ہمارے دنیا میں مشغول ہو جانے کی وجہ سے اسلام پر جو پہلے حملے ہؤا کرتے تھے اور ختمِ نبوت کو مٹانے کی جو کوششیں پہلے کی جاتی تھیں۔ وہ اب نہیں ہؤا کریں گی۔ اور اب بجائے تبلیغ کے ہم ترکھانے اور لوہارے کے کام میں مشغول رہا کریں گے۔

پس ہمارے ان

کارخانوں کے اجرا

اور یتیموں اور بیکاروں کے کام پر لگ جانے سے اول تو انہیں خوش ہونا چاہیئے تھا۔ کہ اب ان کا راستہ صاف ہو گیا۔ لیکن تعجب یہ ہے کہ اس پر انہیں تکلیف ہوئی۔ پس اول تو وہ ہمارے متعلق جو پرانے زمانہ میں یہ کہا کرتے تھے۔ کہ انہوں نے دینِ اسلام میں رخنہ ڈال دیا۔ اور ان کی کوششوں نے لوگوں کو اسلام سے منحرف کر دیا۔ اس کے مدنظر اب ہمارے کارخانوں کے اجرا اور بقول ان کے دنیا میں مشغول ہو جانے پر ان کا اعتراض کرنا درست معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ انہیں خوش ہونا چاہیئے تھا۔ کہ فکر دور ہو گیا۔ اور اب اسلام پر ایک جماعت جو حملہ کر رہی تھی۔ اس میں کمی آنے کی امید ہو گئی۔ لیکن اگر حقیقت یہ نہیں۔ بلکہ دل میں وہ یہی مانتے تھے۔ کہ احمدی تبلیغ اسلام کرتے ہیں۔ صرف ظاہر میں وہ لوگوں کو دھوکا دینے اور ہماری طرف سے دنیا کو بدظن کرنے کے لئے کہا کرتے تھے۔ کہ یہ لوگ

اسلام کے راستہ میں روکاوٹیں

ڈال رہے ہیں۔ تو پھر بھی ان کا یہ اعتراض ان کے قلتِ تدبر پر اور دینِ اسلام سے ناواقفیت پر دلالت کرتا ہے۔ ان کا اعتراض یہ ہے۔ کہ ان کارخانوں کے جاری کرنے کی وجہ سے قادیان کے لوگ بے دین ہو گئے ہیں یا اسلام سے غافل ہو گئے ہیں اور اشاعتِ اسلام کا کام انہوں نے چھوڑ دیا ہے۔ اس اعتراض پر میں جب بھی غور کرتا ہوں۔ حیران ہوتا ہوں۔ کہ

کسی معقول انسان کی زبان پر

یہ فقرہ کس طرح آسکتا ہے۔ کیا کبھی بھی کوئی ایسی جماعت ہوئی ہے۔ جس کے تمام افراد ہر قسم کے دنیوی کاموں سے الگ ہو کر صرف اشاعتِ اسلام میں لگے ہوئے ہوں۔ یا کوئی ایسا انتظام ہؤا ہے۔ جو دنیا کی اصلاح کے تمام کاموں سے جدا ہو کر صرف تبلیغ میں لگا ہؤا ہو۔ ہر واقف کار آدمی جانتا ہے۔ کہ ایسا کبھی نہیں ہؤا

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ

بھی اپنی روٹی کمانے کے لئے کام کیا کرتے تھے۔ اور خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انہیں محنت سے روزی کمانے کی تلقین کرتے رہا کرتے تھے۔ ان میں تاجر بھی تھے صناع بھی تھے۔ پیشہ ور بھی تھے۔ اہلِ حرفہ بھی تھے۔ ہر قسم کے لوگ تھے۔ جو محنت کرتے تھے۔ مزدوری کرتے تھے۔ اور اپنے پیٹ پالتے تھے۔ اور اپنی آمد سے

دین کی خدمت

کرتے تھے۔ اور خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ صرف یہ کہ ان کے اس طرح دنیوی کاموں میں مشغول ہونے کو برا نہ مناتے تھے۔ بلکہ اس طرح رزقِ حلال کمانے کو پسند فرماتے۔ اور اس کی طرف انہیں رغبت دلاتے رہتے تھے پھر اسلامی نظام صرف لوگوں کو کلمہ ہی نہیں پڑھاتا تھا۔ بلکہ دنیوی کام بھی سکھاتا تھا۔ چنانچہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بدر کے کفار قیدیوں میں سے بعض کے لئے

آزادی کا فدیہ

ہی یہ مقرر کیا تھا۔ کہ مدینہ کے لڑکوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دیں۔ یہ ظاہر بات ہے کہ مکہ کے کفار سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ تو کہا نہیں ہوگا۔ کہ اسلام کے معارف لوگوں کو پڑھاؤ۔ وہ کمبخت جو خود اسلام نہ جانتے تھے۔ مدینہ کے لوگوں کو اسلام کیا سکھاتے۔ ان سے آخر یہی مطالبہ ہوگا۔ کہ دنیوی علوم اور ظاہری لکھنا پڑھنا سکھا دیں۔ پس

نظامِ اسلامی

کبھی اس قسم کے کاموں سے بے رغبتی نہیں برت سکا۔ ہم لوگ جن کی بے رغبتی کا ماتم کرنے کے لئے مولوی محمد علی صاحب کھڑے ہوئے ہیں۔ اس سے پہلے ہماری جماعت بھی تو ساری کی ساری دن رات اشاعتِ دین میں مشغول نہ رہتی تھی۔ کیا ہم میں ایسے لوگ موجود نہیں تھے۔ جو اپنی

روٹی کمانے کے لئے

کالجوں میں پروفیسر یا سکولوں میں اساتذہ تھے۔ یا کیا ہم میں وہ لوگ موجود نہیں تھے۔ جو اپنی روٹی کمانے کے لئے لوہارے کا کام کرتے تھے۔ یا کیا ہم میں وہ لوگ موجود نہیں تھے جو اپنی روٹی کمانے کے لئے درزی کا کام کرتے تھے۔ یا کیا ہم میں وہ لوگ موجود نہیں تھے۔ جو اپنی روٹی کمانے کے لئے ڈاکٹری کا پیشہ کرتے تھے۔ یا کیا ہم میں وہ لوگ موجود نہیں تھے۔ جو اپنی روٹی کمانے کے لئے انجینیرنگ کا کام کرتے تھے۔ یا کیا ہم میں وہ لوگ موجود نہیں تھے۔ جن میں سے کوئی اپنی روٹی کمانے کے لئے پٹواری کی ملازمت اختیار کئے ہوئے تھا۔ کوئی تحصیلدار تھا کوئی ای۔ اے سی تھا۔ کوئی زمینداره پر گزاره کرتا تھا

پھر کونسا معقول انسان ہے - جو یہ کہہ سکے - کہ ہم میں لاکھوں آدمی اپنی روٹی کمانے کے لئے مختلف کام کرتے رہے لیکن ہماری دین سے بھی بے رغبتی ثابت نہ ہوئی - لیکن جونہی سلسلہ نے یہ فیصلہ کیا - کہ

جماعت کے یتیم اور مسکین

بچوں کو بھی مختلف پیشے سکھائے جائیں تاکہ وہ آوارہ نہ پھریں - اور بے روزگار رہ کر تکلیف نہ اٹھائیں - ہماری جماعت فوراً دین سے بے رغبت ہو گئی - اور ہمارے دین کا ذخیرہ ختم ہو گیا - گویا جب تک ہم میں سے بعض اپنے نفس کے لئے روٹی کماتے رہے - اس وقت تک تو مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک ہم دیندار تھے - لیکن جب ہم نے یہ کوشش شروع کی - کہ ہم اپنے ہنر یتیموں اور مسکینوں کو بھی سکھائیں - تو فوراً بقول مولوی محمد علی صاحب ہمارے ایمان کا دیوالہ نکل گیا - اور ہم دُنیا میں مشغول ہو گئے اور

وُہ شکایت کرنے لگ گئے

کہ اب قادیان میں دین کہاں رہ گیا - اب تو بے دینی آ گئی ہے - گویا ان کے نزدیک دینِ اسلام نام ہے یتیموں کو بھوکا مارنے اور بے کاروں کو ہمیشہ بے کار رکھنے کا - اور جب کسی قوم میں یتیموں کو کام پر لگانے کا جذبہ پیدا ہو جائے - یا بے کاری کو دور کرنے اور غریبوں کو ہنر سکھانے کا اُسے خیال آئے - اُسی دن سے وُہ بے دین بن جائے گی - ایک زمیندار اگر سارا دن اپنے زمیندارہ کے کام میں لگا رہے - تو اس میں کوئی حرج نہیں - لیکن اگر وُہ کسی

غریب لڑکے کو زمیندارہ کا کام

سکھا دیتا ہے - تو بے دین بن جاتا ہے یہ دین کی ایک ایسی اصطلاح ہے - کہ غالباً مولوی محمد علی صاحب اس کے موجد ہی ہیں - نہ کسی عقلمند آدمی کو اس سے پہلے یہ اصطلاح سُوجھی ہے - اور نہ شائد اب کسی عقلمند آدمی کی سمجھ میں یہ اصطلاح آئے - پھر عجیب بات یہ ہے کہ

مولوی محمد علی صاحب سے تعلق رکھنے والے

لائل پور میں بعض کارخانہ دار ہیں - جنہیں اپنی قسم کے کارخانہ والوں کا بادشاہ قرار دیا جاتا ہے - مولوی محمد علی صاحب اُن سے چندے بھی وصول کرتے ہیں ان کی بڑی بڑی رقموں پر انہیں شاباش بھی دیتے ہیں - مگر ان کے کارخانوں میں بے دینی کی کوئی علامت انہیں نظر نہیں آتی - غالباً اس لئے کہ لائل پور کے لوگ اپنی ذات کے لئے کماتے ہیں :-

پس مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک اپنی ذات کے لئے کمانے میں کوئی حرج نہیں - لیکن جب ہم کسی یتیم - غریب اور بے کس کے لئے کمائیں - تو

دین میں فتور

آ جاتا ہے - ہمارے کارخانے چونکہ اپنے ذاتی مفاد کے لئے نہیں - بلکہ ان کے قائم کرنے کی غرض یہ ہے - کہ یتیموں اور بیواؤں کی خبر گیری کی جائے - اور انہیں کام مہیا کر کے دیا جائے - جس سے وُہ اپنی روزی کما سکیں - اس لئے اُن کے نزدیک

قادیان کی جماعت احمدیہ

دینِ اسلام سے بالکل بے رغبت ہوتی چلی جاتی ہے - اور اشاعتِ اسلام کا کام اُس نے بند کر رکھا ہے - بلکہ اس سے بھی بڑھ کر لطیفہ یہ ہے - کہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور مربعے خریدتی اور انہیں اپنے استعمال میں لاتی ہے - اور اس سے دین کی اشاعت میں فرق نہیں آتا - لیکن اگر غریب کو پیشہ سکھا دیا جائے - تو اس سے دین کی طرف سے پوری بے رغبتی ہو جاتی ہے - اور اشاعتِ اسلام میں فوراً فرق آ جاتا ہے - اگر

مولوی محمد علی صاحب کتابیں لکھیں

انہیں بیچیں - اور اُن کی آمد اپنی ذات پر خرچ کریں - تو یہ عین دین ہے - لیکن اگر میاں نذر محمد مستری غریبوں اور یتیموں کو کام سکھلائیں - اور میری یا کسی اور کی نگرانی میں کام ہو - تو یہ بے دینی ہے - گویا جب کارخانوں کی آمد یا کتابوں کی آمد - یا بعض اور آمدنیاں مولوی محمد علی صاحب کے پاس جائیں - تو یہ دین ہے لیکن جس دن وُہ آمد کسی بیوہ کو ملنے لگے - اسی دن سے اشاعتِ اسلام کے کام میں روکاوٹ پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے - میں اگر کتابیں لکھ کر سلسلہ کو دے دوں - اور اس کی آمد بھی سلسلہ کے مفاد کے لئے ہی خرچ ہو - تو یہ میری غفلت اور بے ایمانی - لیکن اگر مولوی محمد علی صاحب کتابیں لکھ کر خود نفع کمائیں - تو یہ

دین کی خدمت

اور اسلام کی اشاعت - لائل پور والے اگر کارخانے جاری کریں - اور بڑی بڑی رقمیں مولوی محمد علی صاحب کو بھجوائیں تو یہ جائز - لیکن اگر قادیان میں غرباء کے لئے کارخانے جاری کر دیئے جائیں - تو دین میں فرق آ جاتا ہے حالانکہ اسلام نام ہی ہے ہر قسم کی ضرورتوں کو پورا کرنے کا - جیسا کہ میں اوپر اشارہ کر آیا ہوں -

بدر کی جنگ کے بعد

جب قیدی آئے - تو رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے اُن قیدیوں سے فرمایا - کہ ہم تم سے کوئی فدیہ نہیں لیتے تم مدینہ کے بچوں کو پڑھا دیا کرو - وہ قیدی آخر انہیں قرآن نہیں پڑھاتے تھے - یہی لکھنا پڑھنا سکھاتے تھے اور لکھنا پڑھنا بھی ویسا ہی کام ہے - جیسے لوہارا - یا ترکھانا - پھر اگر اپنے سکول جاری کرنے سے

دین کی خدمت کا جذبہ

کم نہیں ہوتا - تو ترکھانے یا لوہارے کا کام سکھانے سے دین کی خدمت کا جذبہ کیوں کم ہو جاتا ہے - اس کا تو یہ مطلب ہے - کہ ہم اگر کسی کو الف ب پڑھائیں - تو یہ دین کی اشاعت ہے - اور اس سے اسلام میں کوئی فرق نہیں آ سکتا - لیکن اگر ہم کسی یتیم کو پیشہ سکھا دیں - تو اس سے دین میں فرق آ جاتا ہے :-

چند دن سے غیر احمدی اخبارو ں میں شائع ہو رہا ہے - کہ

جرمن کی غیر مبایعین کی مسجد

میں بعض دفعہ ٹکٹ کے ذریعہ سے داخلہ ہوتا ہے - اس بارہ میں غیر احمدی اخباروں میں بار بار چیلنج شائع ہوتے رہے ہیں لیکن غیر مبایعین نے اس کی کوئی تردید نہیں کی - پھر سوال یہ ہے کہ اگر ایک مذہبی لیکچر کے بدلہ میں پیسے وصول کرنے سے اشاعت اسلام میں فرق نہیں آتا - تو بوٹ یا کُرسی بنا کر اگر پیسے لئے جائیں - اور وُہ غرباء پر خرچ کئے جائیں - یا اشاعتِ اسلام پر خرچ کئے جائیں - تو اس سے اشاعت اسلام میں فرق کیوں آ جاتا ہے :-

پھر یاد رکھو - کہ

اسلام نام ہے زندگی کے تمام شعبوں کو درست رکھنے کا

رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے یہاں تک فرمایا ہے - کہ جو شخص سڑک پر چلتے ہُوئے راستہ سے کنکر - پتھر اور کانٹے وغیرہ ہٹا کر ایک طرف کر دیتا ہے - وُہ بھی اللہ تعالےٰ کے حضور ثواب کا مستحق ہوتا ہے - مگر اس حدیث کو دیکھ کر کوئی نہیں کہتا - کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے لوگوں کو صفائیوں میں لگا دیا - اور اشاعتِ اسلام کی طرف سے ان کی توجہ کو پھیر لیا - پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم بعض دفعہ صحابہ رضؓ کو حکم دیتے - کہ

کتے مارو

چونکہ آوارہ کتوں کی کثرت کی وجہ سے خدشہ ہوتا ہے - کہ وُہ دیوانے ہو جائیں اور لوگوں کو نقصان پہونچے - اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم بعض دفعہ صحابہ رضؓ کو کتے مارنے کا حکم دے دیتے مگر کبھی کسی نے نہیں کہا - کہ اشاعتِ اسلام سے اس طرح لوگوں کی توجہ پھرا لی گئی ہے - جو وقت کتوں کے مارنے پر صرف ہو گا - وُہی وقت تبلیغ میں کیوں نہ صرف کریں - پھر حدیثوں میں اور صحیح حدیثوں میں آتا ہے - کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم صحابہ کو

تیر اندازی اور نیزہ بازی

کی مشق کراتے۔ اور بعض دفعہ خود بھی اس میں شامل ہوتے۔ اگر یہی بات درست ہے کہ جماعت کے کسی فرد کو لوہارے یا ترکھانے کا کام سکھانے سے دین میں فرق آجاتا ہے۔ تو کیوں یہ نہ سمجھا جائے۔ کہ جتنی دیر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم صحابہ کو نیزہ بازی یا تیر اندازی کراتے۔ اتنی دیر دین میں فرق آیا رہتا تھا۔ بلکہ بخاری میں تو یہاں تک لکھا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ عائشہ آ تو بھی نیزہ بازی کے کرتب دیکھ۔ یہ نہیں کہا۔ کہ میں تو نیزہ بازی کے کرتب دیکھتا ہوں۔ اور تم ذرا تبلیغ کر آؤ۔ پھر کیا مولوی محمد علی صاحب کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ کسی

چائے کی پارٹی یا دعوت

میں کبھی شامل نہیں ہوئے۔ یا کیا وہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ کسی دوست سے کبھی ملنے نہیں گئے۔ یا کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ کسی بیمار کی عیادت کے لئے کبھی نہیں گئے۔ یا کیا وہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ کہیں سیر کے لئے کبھی نہیں گئے۔ اگر نہیں کہہ سکتے۔ تو انہوں نے ان وقتوں کو تبلیغ اسلام میں کیوں صرف نہیں کیا۔ اگر کسی دعوت میں کیک اور پیسٹری اڑانے اور پلاؤ اور زردہ کھانے کے باوجود ان کی اشاعتِ اسلام میں فرق نہیں آتا تو چند یتیموں اور نادار بچوں کو نجاری یا آہنگری کا کام سکھلانے پر ہمارے دین میں کس طرح فرق آجاتا ہے۔ اور ہم ان کی نگاہ میں کیوں بے دین بن جاتے ہیں یہ تو اصل میں بھوکھٹے والی بات ہے

ہر کام جو میں نے آجتک کیا

اس پر انہوں نے اعتراض کیا۔ مگر پانچ دس سال کے بعد جب دیکھتے ہیں۔ کہ ہمارا اعتراض لوگوں کو بھول گیا ہوگا۔ تو وہی کام خود شروع کر دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں یہ ہے ہماری قوم کی ترقی جو اس نے تھوڑی سی مدت میں کرلی۔ بلکہ ایک مدت کے بعد تو الفاظ بھی وہی لکھنے لگ جاتے ہیں۔ جن پر پہلے اعتراض کیا کرتے ہیں۔ چنانچہ ان کا بڑا اعتراض یہ تھا۔ کہ ہم لوگ خلافت کے قائل ہیں۔ مگر اب ایک دوست نے ان کا ایک خط بھجوایا ہے۔ جو غیر علاقہ کے کسی آدمی کو ان کی انجمن کے سکرٹری نے لکھا۔ اور جس میں

مولوی محمد علی صاحب کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح امیر ایدہ اللہ کے الفاظ

تحریر کئے ہیں۔ دیکھو یا تو کبھی خلافت پر اعتراض کئے جاتے تھے۔ یا اپنے خطوط پر چوری چھپے مولوی محمد علی صاحب کے متعلق خلیفۃ المسیح لکھا جانے لگ گیا ہے یہ خط جو غیر مبایعین کا پکڑا گیا ہے۔ اس کے نیچے سکرٹری کے طور پر غلام نبی مسلم کا نام لکھا ہوا ہے۔

غرض جو کام میں کرتا ہوں۔ اس پر یہ لوگ پہلے اعتراض کرتے ہیں۔ مگر پانچ دس سال کے بعد انہی کاموں کی نقل شروع کر دیتے ہیں۔ ایک زمانہ تھا جب یہ کہتے تھے۔ کہ

وصیت میں کیا رکھا ہے

کیا اس زمین میں داخل ہو کر انسان جنتی بن سکتا ہے۔ اس کے علاوہ جنتی نہیں بن سکتا۔ وہ زمانہ ہی نہیں بھول سکتا۔ جب ان لوگوں نے بہشتی مقبرہ کے پاس کچھ زمین خریدی تو کسی نے ان سے پوچھا کہ آپ تو بہشتی مقبرہ پر اعتراض کیا کرتے تھے۔ اور اب خود بہشتی مقبرہ کے طور پر ایک زمین خریدی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ تو وہ کہنے لگے۔ یہ

الّوؤں کو تسلی دینے کیلئے

خریدی گئی ہے۔ یعنے بعض الّو ایسے بھی ہیں کہ جب تک بہشتی مقبرہ کے پاس قبروں کے لئے کوئی جگہ نہ ہو انہیں تسلی نہیں ہوتی۔ اس دوست نے وہ بات آگے بیان کی۔ پھر اور لوگوں میں مشہور ہوئی۔ یہاں تک کہ ہوتے ہوتے ہماری جماعت میں پیغامیوں کے مقبرہ کا نام ہی

الّوؤں کا مقبرہ

ہوگیا۔ غرض انہوں نے وصیتوں پر تمسخر اڑایا۔ اپنی وصیتیں واپس لیں۔ حتے کہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنی وصیت منسوخ کرائی۔ مگر آج بیس بائیس سال کے بعد اپنے جلسہ سالانہ میں مولوی محمد علی صاحب نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ میں اپنے گناہ کا نہائت ندامت کے ساتھ اقرار کرتے ہوئے اشاعتِ اسلام کے لئے وصیت کرتا ہوں۔ گویا اب وصیت کرنا نیک کام بن گیا۔ فرق صرف یہ ہے۔ کہ ان کے نزدیک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقرر کردہ بہشتی مقبرہ کے لئے وصیت کرنے والا ان الفاظ کا مستحق ہے جو انہوں نے کہے۔ لیکن جو لاہور کی انجمن اشاعتِ اسلام کے لئے وصیت کرے وہ بڑی نیکی کا کام کرتا ہے۔

مجھے حیرت آتی ہے کہ

ایک معقول انسان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہنے والا انسان۔ اسلام پر کتابیں لکھنے والا انسان۔ ایک انجمن کا پریذیڈنٹ کہلانے والا انسان جس کے خطوں میں اب چوری چھپے خلیفۃ المسیح کے الفاظ بھی لکھے جا رہے ہیں۔ اس نے یہ کیونکر کہہ دیا۔ کہ چونکہ قادیان میں اب بعض ایسے کارخانے کھل گئے ہیں جن میں یتیموں اور غریبوں کو کام کرنا سکھلایا جاتا ہے۔ اس لئے یہ ثبوت ہے اس بات کا۔ کہ

قادیان کے لوگ بے دین ہوگئے

گویا جو بیواؤں کو بھوکا رکھیں جو یتیموں کو بھوکا ماریں جو غریبوں کو بھوکا ماریں وہ تو دیندار مگر جو ان کی آسائش اور سہولت کیلئے کوئی کام نکالیں وہ بے ایمان اور اشاعت اسلام کے کام سے منحرف۔ مگر میں مولوی محمد علی صاحب سے یہ کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ ابھی زیادہ دن نہیں گزریں گے کہ وہ خود اسی قسم کے کام کرنے پر مجبور ہوں گے۔ یہ ایام خواہ ان کی زندگی میں آئیں۔ یا

ان کی اولادوں کی زندگی میں

بہر حال زیادہ عرصہ نہیں گزرے گا کہ وہ خود اسی قسم کے کام کریں گے جس قسم کے کاموں پر وہ آج ہم پر اعتراض کر رہے ہیں۔ وہ بے شک

میرا یہ خطبہ اپنے اخبار میں چھاپ دیں

تا آئندہ نسلوں کے لئے سند رہے کہ میں نے یہ دعوےٰ کیا ہے کہ ایک دن ان کی انجمن یہی کام کرنے پر مجبور ہوگی۔ اگر یہ بات درست ثابت ہوئی۔ تو ان کی نافہمی ان کی نسلوں پر ثابت ہوگی۔ اور اگر درست نہ نکلی۔ تو میرا جھوٹ ثابت ہوگا۔

ایک دوسری صورت

بھی میں ان کے سامنے پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے۔ کہ اگر وہ یہ اعتراض دیانتداری سے کر رہے ہیں۔ تو وہ اپنی طرف سے چوکھٹوں میں یہ الفاظ لکھ کر شائع کریں کہ اگر کبھی ہماری جماعت نے

صنعتی مدرسے

جاری کئے۔ یا بیواؤں اور یتیموں کی خبر گیری کی اور انہیں کوئی ہنر اور پیشہ سکھانے کے لئے کوشش کی۔ تو یہ سخت بے دینی ہوگی۔ پھر وہ خود بخود دیکھ لیں گے۔ کہ اگلی نسلیں ان پر لعنتیں کرتی ہیں یا نہیں کرتیں۔ اور اگر وہ کہیں کہ اگر ایسی ہی بات ہے تو پھر اور بھی بیسیوں کام ہیں۔ وہ تم کیوں نہیں کرتے۔ یا اس سے پہلے کیوں ایسے کام جاری نہیں کئے تھے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ

ہر کام کا وقت ہوتا ہے

جب تک ہمارے آدمی تھوڑے تھے۔ اور ان کو کام پر لگانے کے لئے ایسے اخراجات اسراف میں داخل تھے۔ ہم نے یہ کام شروع نہیں کئے اور جب ہماری تعداد زیادہ ہوگئی۔ اور

بیکاری بڑھ گئی

اور سکھانے کا خرچ اسراف نہ رہا۔ ہم نے یہ کام جاری کر دیئے۔ اب اگر ہمارے پاس مزید طاقت ہو۔ تو ہم یقیناً اور پیشے بھی سکھانے کے لئے جماعت میں کارخانے جاری کر دیں گے۔ بلکہ اگر ہمارے اندر طاقت ہو۔ تو میں تو اپنی جماعت کے افراد سے یہی کہوں گا۔ کہ ہو سکے تو

ہوائی جہاز بنانے سیکھو

جہاز بنانے سیکھو۔ کشتیاں بنانی سیکھو۔ اوران کے ذریعہ اگر غریبوں اور یتیموں کی امداد کرسکتے ہیں۔ تو کرو۔ اور بیکاروں کو کام پر لگاؤ۔ کام کرنا بے دینی نہیں دین چھوڑ کر کام کرنا بے دینی ہوتا ہے یا اپنی آمد کو عیاشی پر خرچ کرنا بے دینی ہوتا ہے۔ ورنہ کام کرنا جبکہ اس کے ساتھ دین کی محبت اور دین کے لئے قربانی شامل ہو خود دین ہے۔ پس ایسے کارخانے جاری کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ جن کے ذریعہ غرباء کی امداد کی جاسکے ہاں اگر ہم کارخانے اس لئے جاری کریں کہ امراء اپنی دولت میں بڑھ جائیں۔ تو یہ بیشک ناجائز کام ہوگا۔ لیکن ہمارا مقصد تو ان کارخانوں کے اجراء سے دولتمندوں کو دولت میں بڑھانا نہیں۔ بلکہ یہ ہے کہ

یتیم اور غریب لڑکے ہنر سیکھ جائیں

اور وہ اپنی روزی خود کما سکیں۔ یا مثلاً لجنہ اماء اللہ کو ہم نے روپیہ دیا۔ کہ غریب عورتوں کو اس سے سوت وغیرہ لے دے تاکہ وہ کام کریں۔ اور اس کام کے بدلے میں انہیں ضروریات کے لئے مناسب معاوضہ دیا جائے۔ تو اس قسم کے کام نہ صرف یہ کہ ناجائز نہیں بلکہ عین دین ہیں اور قومی ترقی کے لئے ضروری ہیں۔ پھر ان کارخانوں کے اجراء سے جن میں یتیم بچوں کو ترکھانے اور لوہارے کا کام سکھایا جاتا ہے۔ یہ بھی غرض ہے۔ کہ ان بچوں کو ساتھ کے ساتھ دین کی تعلیم بھی ملے۔ چنانچہ ان

صنعتی سکولوں میں دینیات کی تعلیم

بھی شامل کی گئی ہے۔ پس یہ تو عین خیر خواہی اور اسلام ہے۔ اور اگر ہم نے اب تک اس کام کو شروع نہیں کیا تھا۔ تو اس لئے نہیں۔ کہ ہمیں یہ کام پسند نہیں تھا بلکہ اس لئے کہ ہم میں طاقت نہیں تھی۔ اور جن کاموں کو ہم اب نہیں کر رہے وہ بھی اس لئے نہیں چھوڑے ہوئے کہ ہم انہیں پسند نہیں کرتے۔ بلکہ اس لئے چھوڑے ہوئے ہیں۔ کہ ہم میں ان کے کرنے کی طاقت نہیں۔ اور ان کے سکھانے پر جو خرچ ہوگا۔ وہ فائدہ سے زیادہ ہوگا۔

ہاں جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ اگر ہم ایسے کارخانے جاری کریں۔ جن کی غرض یہ ہو کہ امراء کی دولت بڑھتی چلی جائے۔ تو یہ ناجائز ہوگا۔ لیکن یہ کارخانے تو

محض غربا کی ہمدردی

اور اُن کی آئندہ زندگی کو سنوارنے کے لئے جاری کئے گئے ہیں۔ اور یہ بہت بڑے ثواب کا موجب اور عین دین اسلام کی تعلیم کے مطابق ہے۔ سارا قرآن کریم انہی باتوں سے بھرا پڑا ہے۔ کہ غریبوں کی مدد کرو۔ اور ان کی ہمدردی اور خیر خواہی کرو۔ کیا دنیا میں ہزاروں دفعہ ہم ایسا نہیں کرتے۔ کہ ہمارے سامنے کوئی غریب آتا ہے۔ اور ہم اُسے پیسہ نکال کر دے دیتے ہیں۔ اب کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ ایک غریب شخص کو پیسہ دے دینا تو دینداری اور نیکی ہو۔ لیکن اگر ہم اسے کوئی پیشہ سکھا دیں۔ جس سے وہ ہمیشہ روٹی کھا سکے۔ تو یہ ناجائز ہو جائے۔ ہمارے گھر میں اگر سال بھر کا غلہ پڑا ہوا ہے۔ اور غریب بھوکا مر رہا ہے۔ تو یہ جائز۔ لیکن اگر ہم غریب کو کوئی ایسا ہنر سکھا دیں۔ جس سے وہ ہمیشہ کے لئے اپنی روزی آپ پیدا کرسکے تو یہ بیدینی بن جائے۔

اصل بات یہ ہے۔ کہ یہ اعتراض محض

حسد کا نتیجہ

ہے۔ اور اس کی وجہ ان کی یہ جلن ہے۔ کہ خود انہوں نے اس کام کو پہلے کیوں شروع نہیں کیا۔ اب چونکہ وہ ان کاموں کو خود ہم سے پہلے شروع نہیں کرسکے۔ اس لئے حسد میں آکر ہمارے کاموں کو بے دینی پر محمول کرنے لگ گئے ہیں۔ لیکن پانچ دس سال نہیں گذرینگے۔ کہ وہ خود یہ کام کرنے لگ جائیں گے۔ اور اس وقت اس کا نام ایمانداری اور نہایت اعلےٰ درجہ کی اسلامی خدمت رکھیں گے۔ اور اگر انہوں نے پانچ دس سال کے بعد کوئی ایسا کارخانہ جاری کر دیا جو ہمارے ہاں نہ ہوا تو پھر تو وہ ہمیشہ ہماری جماعت کے افراد پر یہ طنز کرتے رہیں گے۔ کہ دیکھا ہم کیسے منظم ہیں۔ ہم نے وہ کارخانے جاری کر رکھے ہیں۔ جو تمہارے ہاں جاری ہی نہیں۔

پس یہ محض

تھوتھے والی بات

ہے۔ چونکہ انہوں نے آپ اس کام کو ابھی تک شروع نہیں کیا۔ اس لئے یہ بات بری ہوگئی۔ مگر مومن اعتراضات سے نہیں ڈرا کرتا۔ مومن کا کام یہ ہے۔ کہ وہ بیکار نہ رہے۔ اور جماعت کا کام یہ ہے۔ کہ وہ زیادہ سے زیادہ بیکاری اپنے اندر سے دور کرنے کی کوشش کرے ہم اپنے اندر سے جتنی بیکاری اس وقت معذوری کی وجہ سے دُور نہیں کرسکتے اس کے متعلق ہم خدا تعالےٰ کے حضور بری ہیں۔ لیکن اگر ہم بیکاری کو دور کرسکتے ہوں۔ اور پھر اپنی غفلت کی وجہ سے بیکاری دور نہ کرسکیں تو یقیناً ہم

خدا تعالےٰ کے حضور مجرم

ہونگے۔ کیونکہ مومن کا بیکار رہنا خدا تعالےٰ کبھی پسند نہیں کرتا۔ لیکن چونکہ تمام لوگ صرف ایک ہی کام یعنی دین کی خدمت نہیں کرسکتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ایک حصہ دنیا کے کاموں پر لگا ہوا ہو۔ قرآن کریم میں ہی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ ممکن نہیں کہ تم سارے کے سارے دین کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کرسکو۔ اس لئے ہر جماعت میں سے کچھ لوگ ایسے ہونے چاہئیں۔ جو کلی طور پر دین کی خدمت کے لئے وقف ہوں۔ اور جو باقی رہ جائیں وہ اپنے کام کے ساتھ ساتھ لوگوں کو تبلیغ کرتے جائیں۔ اگر کوئی ترکھان ہو تو وہ ترکھانے کے کام کے ساتھ تبلیغ بھی کرتا جائے۔ اگر لوہار ہو۔ تو لوہارے کے کام کے ساتھ تبلیغ بھی کرتا جائے۔ اگر درزی ہو۔ تو درزی کے کام کے ساتھ ہی تبلیغ بھی کرتا رہے۔ اور اگر موچی ہو۔ تو موچی کے کام کے ساتھ ہی تبلیغ بھی کرتا رہے۔

پس ساری جماعت کبھی بھی تبلیغ میں نہیں لگ سکتی۔ اور اسلامی تعلیم یہی ہے۔ کہ کچھ لوگ ایسے ہونے چاہئیں جو

کلی طور پر دین کیلئے وقف

ہوں۔ اور جو باقی ہوں۔ وہ روپیہ کمائیں۔ اور زائد وقت تبلیغ اسلام پر صرف کریں۔ اگر خدا تعالےٰ ہمیں اس کام میں جو ہم نے شروع کیا ہے کامیاب کردے۔ تو غریبوں اور یتیموں کی کتنی بڑی مدد ہو سکتی ہے۔ اگر اس کے نتیجہ میں سو پچاس یتیم اور غریب بھی فاقہ زدگی سے بچ جائیں۔ اور اپنی بچی ہوئی کمائی چندوں کے لئے دے دیں۔ تو کتنی بڑی دین کی خدمت ہوگی۔ اگر ایک یتیم کو روٹی دے دینا بڑی خوبی کی بات ہے۔ اگر ایک یتیم کو پیسہ دینا بڑی خوبی کی بات ہے۔ تو ایک یتیم اور بیکس کو ہنر سکھا دینا جس سے وہ ساری عمر روٹی کما سکے۔ کیوں نیکی کی بات نہیں۔ اور اگر کام سیکھ کر وہ اس قابل بن جائے کہ نہ صرف خود اپنا پیٹ پالے۔ بلکہ چندہ بھی دے تو یہ اور بھی زیادہ اچھی بات ہے۔ اور میں نے تو سکیم ہی ایسی رکھی ہے۔ کہ

دین سیکھنے کا کام

بھی اس میں شامل ہے۔ چنانچہ ان سکولوں میں قرآن شریف پڑھایا جاتا ہے۔ اور دین کی بعض اور کتابیں بھی پڑھائی جاتی ہیں۔ تاکہ جب یہاں سے ترکھان نکلیں۔ تو صرف ترکھان نہ ہوں۔ بلکہ مولوی ترکھان ہوں۔ اور یہاں سے لوہار نکلیں تو صرف لوہار نہ ہوں بلکہ مولوی لوہار ہوں۔ اور موچی نکلیں تو صرف موچی نہ ہوں۔ بلکہ مولوی موچی ہوں۔

پس یہ تو نور علےٰ نور بات ہے۔ کہ نہ صرف یہ کہ وہ ساری عمر کے لئے روٹی کما سکتے ہیں بلکہ وہ دینی معلومات بھی رکھتے ہونگے۔ اور مخالفین کو تبلیغ بھی کرسکیں گے۔ ایسے مفت کے مولوی مل جانا اور ایسے مفت کے مولوی تیار کرنا

دین کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ بھلا کونسی ایسی جماعت ہے۔ جو ہماری جماعت کی طرح غریب ہو۔ اور پھر وہ ہزاروں مبلغ رکھ سکے۔ زیادہ سے زیادہ پچاس سو کو ملازم رکھا جا سکتا ہے۔ مگر تبلیغ کے لئے تو ہزاروں مبلغ چاہئیں۔ اور وہ ہزاروں اسی طرح میسر آ سکتے ہیں۔ کہ پیشے سکھانے کے ساتھ ساتھ انہیں دین کی بھی واقفیت کرائی جائے۔ تا جب وہ مسجد میں جائیں تو واعظ بن جائیں۔ جلسوں میں جائیں تو مبلغ بن جائیں۔ اور دوکان میں جائیں تو لوہار اور ترکھان بن جائیں یہی وہ لوگ ہیں۔ جن کی آج دین کو ضرورت ہے اگر یہ بے دینی ہے۔ تو خدا کرے یہ بے دینی اور بھی ہمیں میسر آئے اور مولوی محمد علی صاحب دعا کریں کہ یہ بے دینی ان کی قوم کو کبھی میسر نہ آئے۔

پس میں دوستوں کو مولوی محمد علی صاحب کے اس اعتراض کی طرف توجہ دلاتے ہوئے پھر کہتا ہوں۔ کہ

اپنے اندر سے بیکاری دور کرو

ہم نے یہاں جو کام شروع کیا ہے۔ وہ محدود پیمانہ پر شروع کیا ہے۔ لیکن اگر مختلف پیشہ ور قربانی کریں۔ اور وہ اپنے اپنے گاؤں کے غریبوں یتیموں اور ناداروں کو اپنے ساتھ شامل کر کے انہیں پیشہ سکھا دیں۔ یا کسی نادار بیوہ یا بیکار بوڑھے کے بچے کو لے لیں اور اسے ہنر سکھائیں اور ثواب کی نیت سے کام کے ساتھ ساتھ انہیں دین کی باتیں بھی سکھلاتے رہیں۔ تو اس ذریعہ سے بھی وہ سلسلہ سے بیکاری دور کر کے بہت بڑا ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ

جن کے بچے اسوقت بیکار ہیں

وہ کوشش کر کے اگر انہیں کسی نہ کسی کام پر لگا دیں۔ تو یقیناً سلسلہ اور اسلام کی وہ بہت بڑی مدد کرنے والے ہونگے۔ اُن کے اس فعل کو جو شخص بے دینی قرار دے وہ آپ

اپنے دین کا پردہ چاک

کرتا ہے۔ لیکن وہ یقیناً دیندار اور دین کی خدمت کرنے والے ہونگے۔ پس اگر تمہارے اپنے بچے بیکار نہیں۔ لیکن تمہیں کوئی ہنر اور پیشہ آتا ہے۔ تو تمہارا اس ہنر اور پیشہ کو اپنے اردگرد کے یتیموں اور بیکاروں کو سکھانا بھی دین کی خدمت ہے اور اگر اسکے ساتھ تم انہیں دینی تعلیم بھی دیتے ہو۔ تو یہ زیادہ ثواب کا موجب ہے۔ کیونکہ اس طرح وہ مبلغ بھی بن جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہو۔

اتحاد پارٹی کے کامیاب ارکان کا پہلا اجلاس

لیڈر پارٹی سر سکندر حیات خان کی افتتاحی تقریر

پنجاب اسمبلی کے انتخابات کا مرحلہ طے ہو جانے کے بعد اتحاد پارٹی کے منتخب ارکان کا پہلا اجلاس ۱۵ فروری کو سر سکندر حیات خان صاحب لیڈر پارٹی کے دولت کدہ پر منعقد ہوا۔ پارٹی کے کامیاب (۹۰) ارکان میں سے ۷۹ بذات خود جلسہ میں شریک ہوئے۔ پانچ قرار دادیں متفقہ طور پر منظور کی گئیں۔ جو اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ تمام ارکان میں کامل تعاون اور اتحاد ہے۔ قرار دادیں حسب ذیل ہیں۔

قرار دادیں

۱۔ صدر کی طرف سے یہ جلسہ تمام ووٹروں کا جنہوں نے پارٹی کی اپیل پر پارٹی کے نامزد امیدواروں کو ووٹ دیئے بصمیم قلب شکریہ ادا کرتا ہے۔

۲۔ محرک چوہدری ٹیکا رام مؤید۔ نواب سر محمد حیات خان نون و کیپٹن عاشق حسین یہ جلسہ پارٹی کے لیڈر پر کامل اعتماد کا اظہار کرتا ہے۔ اور اس قیادت کو کہ جو انہوں نے انجام دی ہیں۔ مستحسن قرار دیتے ہوئے تمام ارکان دکارکنان اور ہیڈ کوارٹرز کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے۔

۳۔ محرک چوہدری سر شہاب الدین۔ مؤید مسٹر فیو۔ نواب شاہ نواز خان، میاں عبدالحی نواب الٰہ بخش ٹوانہ میجر سردار محمد نواز خان، سر محمد جمال خان۔ پروفیسر رابرٹس۔ شیخ کرامت علی راجہ غضنفر علی خان، چوہدری محمد یٰسین۔ پیر اکبر علی۔ مسٹر ایس۔ پی سنگھا، مولوی غلام محی الدین قصوری۔ چوہدری انت رام۔ بیگم شاہنواز۔ چوہدری عبدالرب۔ چوہدری ریاست علی میاں مشتاق احمد گورمانی۔ چوہدری سلطان محمود صاحب، نواب فضل علی صاحب۔ چوہدری صاحب دین جمال چوہدری سورج مل۔ اور نواب احمد یار خان دولتانہ“

یہ اجلاس پارٹی کے اس اعتماد کا اعادہ کرتے ہوئے پارٹی کے لیڈر کو دلی تعاون کا یقین دلاتا ہے۔ کہ تمام ارکان لیڈر صاحب موصوف کی ذمہ داریوں میں ان کی امداد کریں گے

۴۔ یہ پارٹی اس امر کا پھر اعادہ کرتی ہے۔ کہ وہ اپنے پروگرام اور اصول پر جمی رہے گی۔ اور صوبہ کے فلاح و ترقی کے لئے پوری پوری کوشش سے کام لے گی۔

۵۔ پارٹی کا یہ اجلاس میاں سر فضل حسین مرحوم کی ان خدمات کا بصمیم قلب اعتراف کرتی ہے جو انہوں نے اس غیر فرقہ پسند پارٹی کی بنیاد رکھ کر اور بہترین اور قابل تقلید پروگرام پیش کر کے صوبہ کی انجام دی ہیں۔

لیڈر پارٹی کی تقریر

اس اجلاس میں سر سکندر حیات خان صاحب نے ایک مفصل تقریر کی جس میں سب سے اول کامیاب ارکان کو مبارکباد دی۔ اور پارٹی کے ارکان کو منتخب کرنے والے اصحاب کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد میاں سر فضل حسین کے وفات پا جانے کی وجہ سے ان کی قیادت سے محروم ہونے کے متعلق نہایت مخلصانہ اور دردمندانہ رنگ میں اظہار رنج و ملال کیا۔ پھر اپنی پارٹی کے اغراض و مقاصد کی طرف ارکان کو توجہ دلاتے ہوئے ان کا اعادہ کیا۔ اور ”ہمہ گیر خدمت گزاری“ کو اپنا دستور العمل قرار دیتے ہوئے فرمایا۔

حضرات آپ کو اس بات کا اچھی طرح علم ہے کہ ہماری پارٹی کا دستور العمل زراعت پیشہ اور غیر زراعت پیشہ اقوام دیہاتیوں اور شہریوں غرضیکہ تمام پنجابیوں کی خدمت پر مبنی ہے۔ اور اس دستور العمل میں مذہب و ملت اور شخص اور رعایت کی تمیز کی گنجائش نہیں جب صورت حالات یہ ہے۔ تو ظاہر ہے۔ ہماری تمام کوششیں اس ایک مقصد کے حصول ہی میں صرف ہوں گی مزید برآں اس بات کے باوجود کہ اتحاد پارٹی کو مجلس وضع قوانین میں اکثریت حاصل ہوگی میں تمام ان لوگوں کو پنجاب کے آئندہ سیاسی پروگرام کے متعلق اس بات کا یقین دلانا چاہتا ہوں۔ کہ ہم اپنے دستور العمل کی تکمیل

مطالبہ وقف رخصت کے متعلق احباب کو یاد دہانی

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مطالبۂ وقف رخصت برائے تبلیغ کے متعلق اخبار الفضل کے ذریعہ متعدد بار احباب کو توجہ دلائی گئی ہے۔ اب دفتر ہذا کی طرف سے مندرجہ ذیل اصحاب کو فی الحال اضلاع گجرات۔ گوجرانوالہ۔ لاہور۔ شیخوپورہ۔ جالندھر۔ ہوشیارپور۔ سیالکوٹ اور گورداسپور کی جماعتہائے احمدیہ کی طرف احباب جماعت سے وعدے لینے کیلئے بھیجا جائے گا۔ امید ہے۔ کہ احباب اس دفعہ گزشتہ سالوں سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے۔

شیخ عابد علی صاحب برائے اضلاع گجرات و گوجرانوالہ۔ چوہدری فضل احمد صاحب برائے اضلاع لاہور شیخوپورہ مولوی فضل کریم صاحب کلکتی برائے اضلاع جالندھر ہوشیارپور مولوی محمد اسماعیل صاحب برائے سیالکوٹ چوہدری بدر سلطان صاحب برائے گورداسپور۔ (انچارج تحریک جدید قادیان)

اور اپنے صوبہ کی تعمیری خدمات اور ترقی و بہبود کے معاملے میں ان کی شرکت اور امداد باہمی کا نہایت صدق دل سے خیر مقدم کریں گے۔

خواہ یہ امداد ہمیں مجلس وضع قوانین کے اندر میسر آئے۔ یا اسمبلی کے ابواب کے باہر ہم اس سے مستفید ہونے کیلئے ہر وقت تیار رہوں گے۔ میری لگاتار کوشش اور دلی تمنا یہی ہوگی۔ کہ میں خدا کی توفیق و رفیق سے اس صوبہ میں ایک ایسا ماحول پیدا کر سکوں۔ جس کے اندر رہ کر تمام پنجابی اس بات کے قابل ہو سکیں کہ وہ اپنے صوبہ کی خدمت اور مادر وطن کی محبت کا ثبوت اپنی بہترین خدمت اور بیش بہا ایثار سے دے سکیں۔

اس کے بعد آئندہ اسمبلی کے مختلف پارٹیوں کے اعداد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:۔

حضرات مجھے اس کے سوا اور کچھ عرض نہیں کرنا کہ صوبہ کے انتخابات کے نتائج اب روز روشن کی طرح عیاں ہو گئے ہیں۔ اور آئندہ اسمبلی کی مختلف پارٹیوں کے اعداد و شمار قریب قریب حسب ذیل ہیں۔

پارٹی	تعداد
اتحاد پارٹی (جس میں دو عیسائی ایک اینگلو انڈین اور ایک یورپین بھی شامل ہیں)	۹۰
کانگرس	۱۵
خالصہ پارٹی	۱۲
ہندو بورڈ	۱۱
اکالی پارٹی	۱۰
احرار	۲
اتحاد ملت	۲
لیگ بورڈ	۱
انڈی پنڈنٹ	۲۵

آخر میں آپ نے اپنی تقریر ان الفاظ پر ختم کی

حاصل کلام ہم آج اس قابل ہیں کہ بحیثیت ایک متحدہ جماعت کے اس امر کا اعلان کر سکیں۔ کہ ہم اپنے صوبہ کی خدمت کے لئے دوش بدوش ہو کر کمربستہ ہیں۔ اور ہم مجلس وضع قوانین کے اندر اور اس کے باہر تمام مواقع کو

ریلوے کے میزانیہ میں ۱۵ لاکھ روپے کی بچت

نئی دہلی۔ ۱۶ فروری۔ آج آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خاں صاحب کامرس اینڈ ریلویز ممبر اور سر گتھری رسل چیف کمشنر ریلویز نے ریلوے بجٹ کو علی الترتیب اسمبلی اور کونسل آف سٹیٹ میں پیش کیا۔ آنریبل ریلوے ممبر نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ ۳۰-۱۹۲۹ء کے بعد پہلی دفعہ ریلوے بجٹ میں خسارہ کے بجائے معمولی سے نفع کی امید ہے۔ ۳۷-۱۹۳۶ء اور ۳۸-۱۹۳۷ء میں سے ہر ایک سال میں ۱۵ لاکھ روپے کی بچت کی امید ہے۔ چونکہ پچھلے سال کے بجٹ کے اندازہ میں ۳ کروڑ ۸۰ لاکھ روپے کے خسارہ کی امید ظاہر کی گئی تھی۔ اس لئے اس حساب سے اس بجٹ میں ۳ کروڑ ۹۵ لاکھ کی اصلاح عمل میں آئی ہے مگر پبلک اکاؤنٹس کمیٹی اور ریلوے سٹینڈنگ فنانس کمیٹی نے جو تبدیلیاں منظور کی تھیں۔ انکی وجہ سے ریلوے کی جدید آمدنی میں ۳۶ لاکھ کی کمی عمل میں آئی ہے۔ چنانچہ گذشتہ سال کے مقابلے میں حقیقی ترقی ۴ کروڑ روپے کے قریب اندازہ کیا جاتا ہے۔ کہ ۳۷-۱۹۳۶ء کے آخر تک ٹریفک کی آمدنی ۹۵ کروڑ روپیہ تک پہنچ جائیگی۔ یہ آمدنی گذشتہ سال کی آمدنی کی نسبت ۴½ کروڑ روپیہ زیادہ ہوگی۔ نظم و نسق کے مصارف سال گذشتہ کی نسبت ۵۰ لاکھ روپے زائد ہیں۔ یعنی آمدنی اور خرچ کے توازن سے سرکاری ریلوں سے جن میں فوجی ریلیں بھی شامل ہیں ۱۵ لاکھ روپیہ فائدہ ہوگا۔ اس پندرہ لاکھ میں سے کچھ روپیہ اس قرض کے عوض ادا کیا جائیگا۔ جو خسارہ فنڈ سے لیا گیا تھا۔

یورپ کے اہم سیاسی واقعات

الفضل کے سیاسی نامہ نگار کے قلم سے

میڈرڈ کی تسخیر کے لئے جنگ

کچھ عرصہ کے سکون کے بعد ہسپانیہ میں آتشباری و خونریزی کا قلزم مواج پھر جوش میں آرہا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ عارضی سکون جنگ کی حدت و شدت کا ہی پیش خیمہ تھا۔ چنانچہ تازہ اطلاعات سے پایا جاتا ہے۔ کہ باغیوں نے پوری مستعدی اور سرگرمی کے ساتھ میڈرڈ کی تسخیر کے لئے ایک فیصلہ کن جنگ کا آغاز کر دیا ہے۔ توپخانہ سطح زمین سے گولے پھینک کر اہالی شہر کو خاک و خون میں لوٹا رہا ہے۔ اور طیارے فضائے آسمانی سے مجسم موت بن کر شہر کے بازاروں اور گلیوں میں موت بکھیر رہے ہیں۔ اگرچہ ہسپانیہ کی حکومت اپنے دار الحکومت کو میڈرڈ سے ویلنشیا میں منتقل کر چکی ہے۔ لیکن میڈرڈ کے دفاع کے لئے اس کی سرگرمیاں بدستور جاری ہیں۔ کیونکہ زیادہ تر میڈرڈ کے کامیاب دفاع سے ہی اس کی کامیابی کے امکانات وابستہ ہیں۔ موجودہ دار الحکومت ویلنشیا پر بھی باغیوں نے گولہ باری شروع کر دی ہے۔ اس اثنا میں باغیوں کی امداد کے لئے وسطِ یورپ سے رضاکاروں کی آمد بدستور جاری ہے۔ جس سے عدم مداخلت کے حامیوں کی ستم ظریفی روز بروز واضح ہوتی جا رہی ہے۔ خصوصاً ان حالات میں جبکہ جرمنی و اٹلی اس بات پر قائم ہیں۔ کہ ہسپانیہ میں سرکاری افواج کو کسی صورت میں بھی کامیاب نہ ہونے دیا جائے۔ اور وہ جنرل فرینکو کی حکومت کو جائز حکومت تسلیم کر چکے ہیں۔ باغیوں کی موجودہ زبردست جنگی سرگرمیوں کے متعلق عام رائے یہ ہے۔ کہ ان کی طرف سے جنگ کی قیادت کو اٹلی اور جرمنی اب اپنے ہاتھوں میں لے رہے ہیں۔ اور اسے کامیابی کے ساتھ ختم کرنا چاہتے ہیں۔ ملاغہ پر باغیوں کا قبضہ ہو چکا ہے۔ میڈرڈ اور ویلنشیا لے اہم محاذوں پر ان کا جارحانہ اقدام شروع ہے۔ ان حالات میں قرائن ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ فسطائی قوتیں جنگ کو اپنی کامیابی کے ساتھ ختم کرنے کے درپے ہیں۔

جرمن ریلوں پر حکومت کا قبضہ

حکومت جرمنی نے ایک قانون کی رو سے تمام ملکی ریلوں پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور وزیر رسل و رسائل کو ان کا ڈائرکٹر جنرل مقرر کر دیا ہے۔ قبل ازیں ریلیں حصہ داروں اور کمپنیوں کی ملکیت تھیں۔ لیکن آئندہ ان پر حکومت کا قبضہ ہوگا۔ اور ان کا سارا انتظام اس کے اپنے ہاتھ میں ہوگا۔ وہ انہیں ہر قسم کی فوجی ضروریات کے لئے بلا تامل استعمال کر سکے گی۔ معلوم ہوتا ہے۔ حکومت جرمنی کا یہ اقدام اس کی جنگی تیاریوں کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اور اسی ذریعہ سے وہ فوجی نقل و حرکت کو سہل الحصول بنانا چاہتی ہے۔

مسلمانان طرابلس اور حکومت اطالیہ

حکومت اطالیہ نے جو ہمدردی اسلام کے بڑے بڑے دعوے کیا کرتی ہے۔ طرابلس کے مسلمانوں پر بعض ایسی بے جا پابندیاں عاید کر رکھی ہیں جن سے اس کی اسلام دشمنی بالکل آشکارا ہو گئی ہے۔ چنانچہ معلوم ہوا ہے۔ کہ حکومت اطالیہ نے ایک قانون نافذ کیا ہے۔ جس کی رو سے طرابلس کے تمام دکانداروں کو مجبور کیا جائے گا۔ کہ وہ جمعہ اور ہفتہ کی بجائے اتوار کو اپنی دکانیں بند رکھیں۔ جن مسلمان اور یہودی تاجروں نے اس حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ انہیں سزائیں دی گئی ہیں اور انہیں مجبور کیا جا رہا ہے۔ کہ وہ اتوار کو دکانیں بند رکھیں۔ تاجروں نے حکومت سے اپیل بھی کی۔ کہ وہ ان کے مذہبی معاملات میں مداخلت نہ کرے۔ لیکن حکومت نے اسے مسترد کر دیا ہے۔ اگر یہ واقعات درست ہیں۔ تو ظاہر ہے۔ حکومت اطالیہ کا مسلمانوں اور یہودیوں پر اس قسم کی قیود عائد کرنا بلاشبہ ان کی مذہبی آزادی میں مداخلت ہے۔ اور اس سے دنیائے اسلام پر اطالیہ کے ان دعووں کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ جو وہ ہمدردیٔ اسلام کے متعلق کیا کرتی ہے۔

نو آبادیات کے لئے جرمنی کا اصرار

جرمنی کے نازی وزیر پراپیگنڈا ڈاکٹر گوئبلز نے برلن میں نازیوں کے ایک اجتماع میں تقریر کرتے ہوئے جہاں اس امر کا اظہار کیا ہے کہ ہر ہٹلر۔ جرمنی کی فوج اور اہل جرمنی جنگ کے خواہاں نہیں۔ وہاں اس بات کے اظہار سے بھی تامل نہیں کیا۔ کہ جرمنی اپنی نو آبادیات کی واپسی کے مطالبہ سے کبھی دستکش نہیں ہوگا۔ جنگ عظیم کے اختتام پر فاتح ممالک نے جرمنی سے جو اس وقت جنگ سے تھک کر چور چور ہو چکا تھا۔ جو سلوک کیا۔ اور جس طریق پر اس کی نو آبادیوں پر قبضہ جما لیا۔ اس کی یاد اہل جرمنی کو اس وقت تک بے تاب کرتی رہے گی۔ جب تک اس کی غصب کردہ نو آبادیاں اسے واپس نہیں مل جاتیں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اگرچہ اتحادیوں نے جنگ عظیم میں فتح حاصل کی۔ لیکن اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے غاصبانہ طرز عمل سے امن کو کھو دیا۔ اور یہی وجہ ہے۔ جنگ عظیم کے بعد قیام امن کے لئے جس قدر کوششیں کی گئیں۔ تمام بے سود ثابت ہوئیں۔ اور امن عالم بدستور اس وقت سے معرض خطر میں چلا آرہا ہے۔ اور یہ خطرہ اس وقت تک دور نہیں ہو سکتا۔ جب تک اس غلطی کی تلافی نہیں کی جاتی۔ جو فاتحین سے جنگ کے اختتام پر سرزد ہوئی۔ اور جو یہ تھی کہ اگرچہ جارحانہ اقدام جرمنی نے کیا تھا۔ اور اس سبب سے وہ مجرم تھا۔ لیکن اس کو جس معاہدہ کے لئے مجبور کیا گیا۔ وہ انصاف پر مبنی نہ تھا۔ اگر وہ معاہدہ مقتضیات انصاف کو ملحوظ رکھ کر کیا جاتا۔ تو دنیا کا امن اس قدر خطرہ میں نہ ہوتا جس قدر اب ہے۔

آلڈس ہکسلے نے دول عالم کی موجودہ پوزیشن کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے "اس وقت دنیا میں سات بڑی طاقتیں ہیں۔ ان میں سے چار سطح زمین کے کثیر حصہ پر قابض ہیں۔ اور اس کے قدرتی ذخائر ان کے قبضہ میں ہیں۔ ان کو ہم "مطمئن طاقتیں" سمجھتے ہیں۔ دوسری تین طاقتوں کو ہم "غیر مطمئن طاقتیں" کہتے ہیں برطانیہ۔ فرانس۔ صوبجات متحدہ امریکہ اور روس مطمئن طاقتیں ہیں۔ جرمنی اٹلی اور جاپان غیر مطمئن طاقتیں ہیں ان ممالک کے ذرائع معاش اس قدر کم ہیں اور ان کا احساس شکوہ و رنج اس قدر شدید ہو رہا ہے کہ ان کے باشندے یہ سمجھنے پر مجبور رہے ہیں۔ کہ خواہ کس قدر خطرات کا سامنا ہو۔ جنگ موجودہ حالات میں امن سے مرجح ہے" دنیا کی موجودہ سیاسی کیفیت کا یہ بالکل صحیح مرقع ہے اور فی الحقیقت جب تک دنیا کی ان

وصیتیں

۴۷۰۷ میں صالح بی بی بیوہ شیخ محمد قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۶۶ سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۱۶ء ساکن موضع آدوراے حال قادیان ڈاکخانہ امین آباد ضلع گوجرانوالہ صوبہ پنجاب

بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۲۹ر جنوری ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائیداد از قسم زیور گوکھرو طلائی وزن ۲۱ تولہ درہم ۳ روپے فی تولہ کے حساب سے ۷۱۴ روپے اور ایک عدد کنٹھ جڑاؤ قیمتی ۱۴۰ روپے یعنی کل زیور قیمتی ۸۵۴ روپے ہوتے ہیں۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اور مبلغ پچاسی روپے گیارہ آنے جو دسویں حصہ کی رقم بنتی ہے۔ نقد ادا کرتی ہوں اور میرے مرنے کے بعد جو میری جائیداد ثابت ہو اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔

العبد:۔ صالح بی بی بیوہ شیخ محمد شیخ مرحوم۔
گواہ شد:۔ اکبر علی ریٹائرڈ انسپکٹر آف ورکس ریلوے قادیان
گواہ شد:۔ بشیر بیگم زوجہ ڈاکٹر عطاء اللہ بقلم خود
گواہ شد:۔ اقبال بیگم زوجہ اکبر علی بقلم خود

۴۶۸۳ میں سلمہ خاتون زوجہ شیخ عبدالعزیز قوم شیخ قانون گو پیشہ خانہ داری عمر ۲۰ سال۔ تاریخ بیعت پیدائشی ساکن اوکاڑہ ڈاک خانہ خاص تحصیل اوکاڑہ ضلع منٹگمری

بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ یکم جنوری ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائیداد اس وقت حسب ذیل ہے۔ ایک نکلس طلائی ایک گلوبند طلائی تین جوڑی کلپ طلائی ایک بندی دگار پٹی) طلائی دو عدد چار جوڑی کانٹے طلائی کڑے طلائی کنگنی طلائی پانچ عدد۔ گھڑی چوڑی طلائی ایک جوڑہ۔ چھیاں طلائی ایک جوڑہ انگوٹھیاں طلائی ۶ عدد مالیتی اندازاً دو ہزار روپے اس کے علاوہ میرا حق مہر دو ہزار روپیہ ہے۔ جو میرے شوہر کے ذمے واجب الادا ہے۔ اس تمام مال کے دسویں حصہ کی میں وصیت کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ بھی جو مال وقت وفات میرا ملکیتی ہو اس کے دسویں حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہو گی۔ جو رقم میں زندگی میں ادا کردوں وہ منہا ہو جائے گی۔

العبد:۔ سلمہ خاتون موصیہ
گواہ شد:۔ بشیر احمد ایڈووکیٹ برادر موصیہ
گواہ شد:۔ شیخ عبدالعزیز بقلم خود خاوند موصیہ

۴۷۳۲ منکہ عبدالقدوس ولد مولوی رحیم بخش صاحب مرحوم قوم جدران عمر تقریباً ۲۲ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن تلونڈی جھنگلاں ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ ۱۰ر جنوری ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اپنی اس وقت کوئی آمدنی نہیں۔ والد صاحب مرحوم کی جائیداد میں سے ۱۶۰ روپے کی قیمتی جائیداد کا میں شرعاً وارث ہوں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ میری وفات کے بعد اگر میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی صدر انجمن احمدیہ حقدار ہو گی انشاء اللہ تعالےٰ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم جائیداد کی وصیت سے داخل خزانہ کروں۔ تو اس کو منہا سمجھا جائے گا اسی طرح جب مجھے کوئی آمدنی ہونی شروع ہو جائے گی۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس کا ۱/۱۰ حصہ بھی میں ادا کیا کرونگا۔ باللہ التوفیق۔

العبد:۔ عبدالقدوس احمدی حال متعلم طبیہ کالج علیگڑھ مسلم یونیورسٹی
گواہ شد:۔ ملک صلاح الدین ایم۔ اے دارالفضل قادیان

گواہ شد:۔ عطا محمد محرر صدر انجمن احمدیہ قادیان

۳۱۵۹ میں محمد اشرف ولد جلال الدین قوم مغل عمر ۱۶ سال تاریخ بیعت دسمبر ۱۸۹۰ء ساکن بلانی ڈاک خانہ بلانی تحصیل کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ یکم جنوری ۱۹۳۰ء دراصل کئی سال سے چندہ ادا کر رہا ہوں حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائیداد ہے۔ جس کی کل قیمت اندازاً چار ہزار روپے ہے۔ لیکن میرا گزارہ اس جائیداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو اس وقت ۱۱۲ روپے ماہوار ہے۔ تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائیداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں۔ تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے گا۔

العبد:۔ محمد اشرف صدر انجمن احمدیہ ۱/۱۰
گواہ شد:۔ خاکسار علی محمد کلرک - لاہور حال وارد قادیان ۱/۱۰
گواہ شد:۔ محمد عبداللہ کلرک ارشن فیروزپور حال قادیان یکم جنوری ۱۹۳۰ء

۴۷۳۰ میں مسماۃ جھنڈو زوجہ کالو شاہ قوم شیخ پیشہ امور خانہ داری عمر تقریباً ساٹھ سال تاریخ بیعت ۲۸ر دسمبر ۱۹۱۹ء سکنہ بنگہ ڈاکخانہ بنگہ تحصیل نواں شہر ضلع جالندھر بقائمی ہوش وحواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۳ر فروری ۱۹۳۷ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ مہر مبلغ بتیس روپے ہے۔ اور ایک راس بھینس قیمتی ۲۵ روپے اور زیور مالیتی مبلغ ۴۵ روپے کل جائیداد مبلغ ایک سو دو روپے ہے۔ لہذا میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی اقرار کرتی ہوں۔ کہ بوقتِ وفات اگر اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان دارالامان ہو گی۔ والسلام ۳ر فروری ۱۹۳۷ء

العبد:۔ نشان انگوٹھا مسماۃ جھنڈو
گواہ شد:۔ محمد الدین سکرٹری صایا بنگہ بقلم خود
گواہ شد:۔ کالو شاہ ولد بہادر شاہ بنگہ موصی ۳۲۵۶ خاوند موصیہ مذکور
گواہ شد:۔ کاتب الحروف فضل الدین سیکرٹری انجمن احمدیہ بنگہ

۴۷۱۶ میں مرزا اکبر بیگ ولد مرزا دین محمد بیگ قوم مغل برلاس پیشہ ملازمت عمر ۴۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۵ء ساکن لنگروال حال قادیان ڈاکخانہ خاص ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت جائیداد کوئی نہیں صرف میری ماہوار تنخواہ مبلغ ستر روپے ہے۔ میں اپنی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ ماہوار داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ نیز میرے مرنے پر جو جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔

العبد:۔ مرزا اکبر بیگ بقلم خود
گواہ شد:۔ غلام محمد بی اے محلہ دارالرحمت قادیان
گواہ شد:۔ محمد عبداللہ (افغان صاحب) پنشنر۔ محلہ دارالبرکات قادیان

ہندوستان اور ممالکِ غیر کی خبریں!

نئی دہلی ۱۶ر فروری۔ سونی پت میں ایک کانگرسی کارکن کی گرفتاری عمل میں لائی گئی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے یونینسٹ پارٹی کے ممبر چوہدری ٹکا رام پر پھینکنے کے لئے ایک بم تیار کیا تھا۔ لیکن بم اچانک طور پر پھٹ گیا۔ جس کے نتیجہ میں اس کا اپنا ہاتھ اڑ گیا۔ چنانچہ اسے ہسپتال لے جایا گیا۔ جہاں اس کا ہاتھ کلائی تک کاٹ دیا گیا۔ تلاشی پر ملزم کے مکان سے بم سازی کا سامان بھی برآمد ہوا۔

لاہور ۱۶ر فروری۔ اونا ضلع ہوشیارپور کے عام حلقہ انتخاب میں اتحاد پارٹی کے امیدوار چوہدری ہری چند کا مقابلہ ہندو الیکشن بورڈ کے امیدوار مسٹر نانک چند پنڈت سے تھا۔ مسٹر ہری چند نے اپنے حریف کو ووٹوں کی بھاری اکثریت سے شکست دی ہے۔

حیدرآباد (دکن) ۱۶ر فروری ایسوسی ایٹڈ پریس نے ان خبروں کی تردید کی ہے۔ کہ اعلیٰ حضرت حضور نظام انگلستان تشریف لے جا رہے ہیں۔ یا یہ کہ آئینی بحران اس لئے پیدا ہو رہا ہے۔ کہ سر کشن پرشاد فیڈریشن کی مخالفت کر رہے ہیں۔ بلکہ اس کے برعکس معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ عنقریب سر اکبر حیدری سر کشن پرشاد کی جگہ وزیر اعظم مقرر کئے جائیں گے۔ لیکن اس کا فیڈریشن کے معاملہ میں حیدرآباد دکن کی پالیسی کی تبدیلی سے کوئی تعلق نہیں

نئی دہلی ۱۶ر فروری مسٹر آصف علی نے اسمبلی کی کانگرس پارٹی کی طرف سے ریلوے کے مطالبات زر میں ۵۹ تجاویز تخفیف پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ ان تجاویز کا مقصد یہ ہے کہ ریلوے کے نظم و نسق کے متعلق سوالات اٹھائے جائیں۔

لندن ۱۶ر فروری۔ دارالعوام کے اجلاس میں لارڈ کرین بورن سے دریافت کیا گیا۔ کہ آیا وہ جرمنی کے مطالبہ نو آبادیات کے متعلق واضح الفاظ میں بیان کریں گے۔ کہ حکومت برطانیہ اس چیز پر غور و فکر کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ کہ کوئی ایسا علاقہ نازی حکومت کے سپرد کر دیا جائے۔ جو برطانیہ کے سیاسی اقتدار کے ماتحت ہو۔ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے لارڈ موصوف نے کہا۔ کہ ملک معظم کی حکومت نے اس قسم کے انتقال کے مسئلہ پر نہ پہلے کبھی غور کیا ہے۔ اور نہ آئندہ غور کرے گی۔

روما (بذریعہ ڈاک) اطالیہ اخبار "پاپولو ڈاٹالیا" نے برطانیہ کی شرح پیدائش کی کمی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ یہ سلطنت برطانیہ کے لئے اچھا شگون نہیں۔ لیکن اخبار مذکور نے اس بات کا بھی اعتراف کیا ہے۔ کہ اس معاملہ میں اٹلی کی حالت بھی چنداں بہتر نہیں۔ جہاں مردوں کے مقابلہ میں عورتیں دس لاکھ زیادہ ہیں۔ اور ۱۹۳۱ء سے ۱۹۳۶ء تک شرح پیدائش میں بھی کمی واقع ہو رہی ہے

نئی دہلی ۱۶ر فروری۔ آج اسمبلی میں آنریبل چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب ریلویز اینڈ کامرس ممبر نے ریلوے بجٹ پیش کیا۔ آپ کی تقریر ۲۵ منٹ تک جاری رہی۔ اور ایوان نے تقریر کو نہایت غور سے سنا۔ آج ایوان کی حاضری دوسرے دنوں کی نسبت زیادہ تھی۔ جب آنریبل ممبر نے بجٹ میں ۱۵ لاکھ کی بچت کا اعلان کیا۔ تو ہر طرف سے نعرہ ہائے تحسین بلند ہوئے۔ آپ نے بیان کیا کہ ڈبوں میں ہوا کو صاف رکھنے کے تجربہ کی توسیع سوم درجہ کے ڈبوں میں بھی کی جائے گی۔ اس پر ایوان تالیوں سے گونج اٹھا۔ جب آپ تقریر کے لئے کھڑے ہوئے تو اس وقت بھی تالیاں بجائی گئیں۔ اور جب آپ بیٹھے تو اس وقت بھی تالیاں بجائی گئیں۔

پیرس ۱۶ر فروری۔ حکومت فرانس نے اپنے جنگی جہازوں کو حکم دیا ہے۔ کہ اگر باغی طیارے یا جنگی جہاز فرانسیسی مقبوضات یا جہاز پر بمباری کریں تو وہ بھی جوابی حملہ کر دیں۔ اس اعلان نے جرمنی اور اٹلی کے سیاسی دوائر میں اضطراب پیدا کر دیا ہے۔ اور خیال کیا جاتا ہے کہ عنقریب ہسپانوی حکومت کے خلاف جرمنی اور اٹلی کی طرف سے اس قسم کا اعلان کیا جائے گا۔

پشاور ۱۶ر فروری۔ صوبہ سرحد کی اسمبلی میں مختلف پارٹیوں کا تناسب حسب ذیل ہے۔ کانگرس ۱۹۔ ہندو سکھ ۷۔ سکھ نیشنلسٹ پارٹی ۷۔ مسلم انڈیپنڈنٹ ۲۔ آزاد مسلم پارٹی (جس میں سر عبد القیوم بھی شریک ہیں) ۲۱۔ آزاد ہندو پارٹی ۱

لاہور ۱۶ر فروری معلوم ہوا ہے کہ پنجاب کابینہ کی تشکیل ۵ مارچ کو عمل میں آئے گی۔ میاں عبد العزیز سابق صدر بلدیہ بھی جو انڈیپنڈنٹ طور پر کامیاب ہوئے ہیں۔ اتحاد پارٹی میں شامل ہو گئے ہیں۔

دہلی ۱۶ر فروری۔ آج کونسل آف سٹیٹ کے اجلاس میں ملک معظم سے وفاداری کا اظہار کیا گیا۔ مسٹر پی این سپرو نے ایک تحریک التوا پیش کی۔ کہ ریزرو بنک کے گورنر سر آسبرن سمتھ کے استعفیٰ پر بحث کی جائے۔ اور اس امر کے خلاف احتجاج کیا جائے۔ کہ حکومت نے ان کے استعفیٰ کی وجوہ کیوں ظاہر نہیں کیں۔ صدر نے تحریک کی اجازت نہ دی۔

نیویارک ۱۶ر فروری۔ امریکہ کے کارخانجات کار سازی میں کم و بیش ایک لاکھ مزدوروں نے ہڑتال کر دی ہے۔ جنرل موٹر کارپوریشن کے صدر ہڑتال کو ختم کرانے کی انتہائی کوشش کر رہے ہیں۔ ہڑتال کی وجہ سے صرف چار دن میں $2\frac{1}{2}$ لاکھ پونڈ کا نقصان ہوا ہے۔

میڈرڈ ۱۶ر فروری۔ باغی طیارے نے ایک فرانسیسی ایجنسی کی عمارت پر علاقہ کے قریب شدید بمباری کی۔ جس کی وجہ سے عمارت کا ایک حصہ تباہ ہو گیا۔ اور سولہ آدمی ہلاک ہوئے

لنڈن ۱۶ر فروری۔ دریائے ٹیمز میں سیلاب آنے کی وجہ سے شدید نقصانات ہوئے ہیں۔ پانی سڑکوں پر پھر رہا ہے۔ نقصانات کا اندازہ کئی لاکھ پونڈ لگایا جاتا ہے۔

برلن ۱۶ر فروری۔ بحیرۂ بالٹک میں ایک جرمن جنگی جہاز طوفان کی نذر ہو گیا۔ جس کے نتیجہ میں ۲۵ آدمی ہلاک ہوئے۔ اور بہت سے سامان حرب کو شدید نقصان پہنچا۔

بریلی ۱۶ر فروری۔ ہندوستان کے تعلیم یافتہ طبقہ میں بے کاری نے جو شدت اختیار کر رکھی ہے۔ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ محکمہ ڈاک نے سات اسامیوں کے لئے اشتہار دیا تھا۔ جن کے لئے ۹۰۰ درخواستیں موصول ہوئیں۔ ۶۰۰ کے قریب گریجویٹ جن میں وکلا بھی شامل ہیں۔ مقابلہ کے امتحان میں بیٹھے۔ باقی ۳۰۰ درخواستیں بی اے سے کم تعلیم والے اشخاص کی ہیں۔

ڈیرہ دون ۱۶ر فروری۔ کل شام موضع بودھی میں جو یہاں سے آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ شدید ہندو مسلم فساد ہو گیا۔ دس مسلمان اور چھ ہندو مجروح ہوئے۔ جن کی حالت خطرناک بیان کی جاتی ہے۔ ہندوؤں کے ایک ہجوم نے ایک مسجد کو آگ لگا دی فساد کا آغاز اس بات سے ہوا۔ کہ ہندوؤں کی ایک برات مسجد کے سامنے باجہ بجاتی ہوئی گزر رہی تھی۔ جس پر مسلمانوں نے اعتراض کیا اس کے بعد باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی۔ لڑائی کامل دو گھنٹہ تک ہوتی رہی۔ اور آدھی رات کے وقت ہندوؤں نے مسجد کو آگ لگا دی اطلاع ملنے پر پولیس گاؤں میں پہنچ گئی۔ اور دونو فریق کے آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔

امرتسر ۱۶ر فروری۔ گیہوں حاضر ۳ روپے ۳ آنے سے ۳ روپے ۶ آنے۔ تو دحاضر ۲ روپے ۱۲ آنے سونا دیسی ۳۶ روپے ۶ پائی اور چاندی دیسی ۵۱ روپے

نارتھ ویسٹرن ریلوے

منفعت بخش خبریں بہ اختصار

کیا آپ جانتے ہیں۔ کہ آپ ایک بڑا فرسٹ کلاس کا کمرہ تین مسافروں کا کرایہ ادا کر کے ایک دو یا تین مسافروں کے لئے ریزرو کرا سکتے ہیں۔ اور اس کے لئے عام یکطرفہ ٹکٹ اور عام واپسی ٹکٹ بھی کام آسکتے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ اپنی کار کو گاڑی میں رعایتی شرحوں پر لے جا سکتے ہیں۔

کاروں کے لئے ایک ماہ کے واپسی ٹکٹ کا کرایہ ایک طرف کا پورا اور ایک طرف کا ۱/۲ لیا جاتا ہے۔ اور چھ ماہ کے لئے واپسی ٹکٹ کا کرایہ ایک طرف کا پورا اور ایک طرف کا نصف لیا جاتا ہے۔

آپ ریلوے کی طرف سے پیش کردہ ان سہولتوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے تیز رفتار اور آرام دہ سفر کیوں اختیار نہیں کرتے؟

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی